﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء ☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَحمودا﴾ (بنی اسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۶/ مارچ ۱۹۹۸ء شمارہ ۱۰

۶/ ذی القعدہ ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۶/ امان ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں

"اسلام جو یہ ایمانی قوت لے کر آیا تھا، بہت ضعیف ہو گیا ہے اور عام طور پر مسلمانوں نے محسوس کر لیا ہے کہ وہ کمزور ہیں، ورنہ کیا وجہ ہے کہ آئے دن جلسے اور مجلسیں ہوتی رہتی ہیں اور نت نئی انجمنیں بنتی جاتی ہیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کی حمایت اور امداد کے لئے کام کرتی ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ان مجلسوں میں قوم قوم تو پکارتے ہیں، قومی ترقی، قومی ترقی کے گیت تو گاتے ہیں لیکن کوئی مجھ کو یہ بتائے کہ کیا پہلے زمانے میں جب قوم بنی تھی وہ یورپ کے اتباع سے بنی تھی؟ کیا مغربی قوموں کے نقش قدم پر چل کر انہوں نے ساری ترقیاں کی تھیں؟۔ اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ ہاں اسی طرح ترقی کی تھی تو بیشک گناہ ہو گا اگر ہم اہل یورپ کے نقش قدم پر نہ چلیں۔

لیکن اگر ثابت نہ ہو اور ہرگز ثابت نہ ہو گا پھر کس قدر ظلم ہے کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر، قرآن کو چھوڑ کر جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا، ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جائے۔ جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔

قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا ﷺ کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ سے محبت کرتے اور ان ہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم ورواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کہتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سرّ یہ تھا ؎ خدا داری چہ غم داری۔

مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید بھی ایمان تھا۔ صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا۔ لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق وفجور اختیار کیا۔ پھر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑا اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کی جاتی ہے ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جاوے گا وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہو گا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہو گا ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہو گا۔ یہ تندرست نہ ہونگے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا جس راہ سے پہلے آیا تھا"۔ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰)

اللہ پر سچا ایمان ہو تو شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۰/ فروری ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۰/ فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۶ تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا اور فرمایا کہ یہ آیت کریمہ زندگی اور موت کا فلسفہ بیان فرما رہی ہے۔ گزشتہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش فرما رہے تھے۔ چنانچہ جہاں سے مضمون کو چھوڑا تھا وہیں سے اس کا آغاز کرتے ہوئے آپ

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی وبصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۴/ فروری ۱۹۹۸ء:

ہفتہ کے معمول کے مطابق آج حضور انور ایدہ اللہ نے بچوں کی کلاس لی۔ اور تلاوت و نظم کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ اب ہم ان بچیوں کی جگہ جو دیکھتے دیکھتے بڑی ہو گئی ہیں نئے بچے اس کلاس میں شامل کریں گے۔ عید کے موضوع پر انگلش میں ایک بچے نے اپنی بنائی ہوئی نظم سنائی۔ جس کے بارے میں حضور انور کے ریمارکس یہ تھے کہ بچے نے قافیہ ملانے میں زیادہ کوشش صرف کی ہے بجائے عید کے مضمون کے۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل قافیہ کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔

ایک بچی نے "میں نے عید کیسی منائی" پر انگریزی میں تقریر بھی کی۔ آخر میں بچیوں کے ایک گروپ نے نعت ترنم سے سنائی۔

اتوار، ۱۵/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج انگریزی بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور کی ملاقات اور سوال وجواب کا دن تھا۔ افادہ قارئین کے لئے مختصر کارروائی اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے:

☆......رمضان کے بعد نماز میں پھر خیالات وغیرہ کا ہجوم ہونے لگا ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ اپنی نماز پر غور کریں کہ اگر توجہ کا معیار رمضان سے پہلے کی نسبت بڑھ گیا ہے تو تسلی بخش ہے اور کوشش جاری رکھیں۔

☆......اس مغربی معاشرے میں روحانی زندگی کے لئے سب سے زیادہ کیا چیز ضروری ہے؟ حضور نے فرمایا: سچائی، خدا کی طرف سفر اختیار کرنا، اپنی مذہبی، روحانی اور اقتصادی غرض ہر قسم کی زندگی میں سچائی کو اپنانا۔

☆......اگر خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے تو خدا کو کس نے پیدا کیا؟ حضور نے سوال کا انتہائی عالمانہ سائنسی حساب پر مبنی مبسوط جواب ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ زندگی اور کائنات کی پیدائش میں اتفاقی حادثے کا کوئی دخل نہیں۔ اس لئے خالق کا ہونا لابدی ہے۔

☆...... کیا انسان گناہ گار پیدا کیا گیا ہے؟۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو پھر خدا کا قصور ہو گا۔ حضرت عیسیٰ کے کہنے کے مطابق بے گناہ وہ ہے جو ان کی طرح کے معجزات کو ظاہر کر سکے۔ مثلاً پانی پر چل سکے تو آپ بتائیں کہ اس معیار کے مطابق کیا دنیا میں ایک بھی حضرت مسیح کا پیروکار ایسا ہے؟ حضور نے مختلف پہلوؤں سے قدرے تفصیل سے اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا۔

☆......عام الفیل میں کیا غیر معمولی واقعہ ہوا تھا؟

☆...... کسی پادری نے کہا ہے کہ قرآن اور بائبل over lapping کتابیں ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تمام الٰہی کتابیں ایک ہی خدا کا کلام ہیں۔ قرآن مجید کے کچھ حصے قرآن سے پہلے کی الٰہی کتابوں میں الہام کر دئے گئے تھے۔ آہستہ آہستہ تمام تعلیمات کامل صورت میں قرآن میں اکٹھی ہو گئیں۔

سوموار، ۱۶/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۰۱ جو ۸/ اگست ۱۹۹۵ء کو نشر کی گئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔

منگل، ۱۷/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج ترجمۃ القرآن کی کلاس نمبر ۲۲۹ نشر ہوئی جس میں حضور ایدہ اللہ نے سورۃ یٰسین کی آیت ۲۱ کے مضمون کی تشریح فرمائی۔ گزشتہ چند آیات سے ایک ایسی بستی والوں کا ذکر چل رہا ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے دو رسول بھیجے جنہیں ان بستی والوں نے جھٹلا دیا پھر خدا تعالیٰ نے ایک تیسرے رسول کے ذریعہ ان دو کی مدد کی جنہوں نے اس قوم سے کہا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول ہو کر آئے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے ان رسولوں کی بات نہ مانی اور تکذیب سے کام لیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس بارہ میں مختلف مفسرین اور علماء میں اختلاف ہے کہ "اصحاب القریۃ" سے کیا مراد ہے اور وہ تین رسول کون سے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ سارا بیان ایسا بیان ہے جو ایک ہی بستی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو دو رسول بھیجے گئے تھے وہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام ہیں۔ اور تیسرا وہ ہے جس کا نام قرآن کریم نے نہیں لیا اور اسے مخفی رکھا ہے لیکن قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن وہ رسول (جن کا آیت نمبر ۲۱ میں "جاء من اقصا المدینۃ رجل یسعیٰ" کے الفاظ میں ذکر ہے) یہ کہے گا کہ کاش میری قوم میرا مقام جانتی۔ پس ہمیں ان کے نام کے پیچھے زیادہ پڑنے کی

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

اچھا نہیں ستانا۔ پاکوں کا دل دُکھانا

٦/ مارچ کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ وہ دن ہے جب بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی پیش خبریوں کے عین مطابق اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک دشمن خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کا نشانہ بن کر عذاب شدید میں مبتلا ہوا اور اس حالت میں جبکہ اس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی تھی اس دنیا سے رخصت ہوا۔ یہ شخص ایک آریہ سماجی پنڈت لیکھرام تھا جو حضرت نبی اکرم ﷺ کی شان میں نہایت گستاخانہ زبان استعمال کیا کرتا تھا۔ اس شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ "رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو" جب حضرت مسیح موعودؑ نے اس شخص کی مسلسل بدزبانیوں اور دلآزاریوں کے پیش نظر جناب الٰہی میں خصوصی توجہ کی تو آپ پر اس کے متعلق بعض انکشافات ہوئے۔ چنانچہ آپ نے ان اخبار غیبیہ کو شائع فرمایا اور فرمایا کہ "آج کی تاریخ سے جو ۲۰/ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا کیا جائے گا"۔ اس اشتہار میں آپ نے لیکھرام کے متعلق فارسی اشعار بھی لکھے جن میں سے چند یہ تھے ۔

خدا خود سوزد آں کرمِ دَنی را کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بے راہ بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

یعنی خدا تعالیٰ خود اس رذیل کیڑے کو جلادے گا کہ جو حضرت محمد ﷺ کے دشمنوں میں سے ہوگا۔ خبردار اے نادان و بے راہ دشمن تو محمد (ﷺ) کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر۔ اے وہ شخص جو محمد ﷺ کی شان اور آپؐ کے کھلے کھلے نور کا منکر ہے خبردار۔ اگرچہ کرامت بے نام و نشان ہو چکی ہے لیکن آ اور محمدؐ کے غلاموں سے اس کا مشاہدہ کرلے۔

حضور علیہ السلام نے مختلف تحریرات میں اس دشمن اسلام سے متعلق بڑی وضاحت سے ان الہامات و پیش خبریوں کا ذکر فرمایا جن میں اس کے بدانجام کی تفصیلات بیان کی گئی تھیں۔ ان سب تحریرات پر نظر ڈالنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آنحضرتؐ کی محبت میں اور آپ کی غیرت میں اسلام و حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ نشان مانگا جو اس نے آپ کو عطا فرمایا۔ اس کے مقابل پر لیکھرام نے بھی نہایت شوخی و شرارت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اعلان کیا کہ آپ نعوذ باللہ من ذالک، تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائیں گے۔ اور یہ کہ آپ کی "ذریت میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا" الغرض یہ روحانی مقابلہ دونوں طرف سے جاری ہوا۔ تین سال کا عرصہ گزر گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی ذریت بڑھتی اور نشوونما پاتی رہی اور پھر ۱۸۹۷ء آیا۔ اور ٦/ مارچ کو یہ گستاخ رسول ایک نامعلوم شخص کے ہاتھوں قتل ہوا اور یوں اس شدید دشمن دین اور عدوّ رسول اللہ کی ہلاکت سے حق و باطل میں امتیاز ہوا۔ یہ واقعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت و عشق کا بھی غماز ہے جس کے باعث ایک دریدہ دہن کے خلاف آپ کی دعائے مستجاب سے یہ نشان ظاہر ہوا اور رہتی دنیا تک یہ نشان حق کے طالبوں کے لئے رہنمائی کا موجب بنا رہے گا۔ یہ صرف ایک نشان ہی نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں ایسے نشان بار بار ظاہر ہوتے رہے اور آج بھی آپ ہی کے فیضان سے ایسے نشانات کا سلسلہ جماعت احمدیہ کے حق میں جاری ہے اور لیکھرامی صفت ملّاں جو خدا اور خدا کے برگزیدہ سے دشمنی رکھتے ہیں ایسے ہی بدانجام کو پہنچ کر احمدیت کی صداقت پر گواہ بن رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی حُبِّ رسول کو خالص سے خالص تر کریں اور دعاؤں کے ذریعہ کھلے کھلے نشانات کے طالب ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ جگہ جگہ خدا تعالیٰ کی غیرت کثرت سے ایسے تائیدی نشان دکھائے گی۔ وہ لوگ جو خدا کے پاک بندوں کو بے جا اذیت دیتے ہیں ان کے لئے اس نشان میں تنبیہ کا سامان ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے بہتر تھا باز آتے ۔ دور از بلا یہی ہے
جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر ماتم پڑا تھا گھر گھر ۔ وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا گستاخ ہوتے جانا۔ اس کی جزا یہی ہے

☾☾.....☾☾.....☾☾

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

ضرورت نہیں۔ قرآنی بیان سے واضح ہے کہ وہ بھی رسول تھے اور خدا تعالیٰ کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے۔

حضور نے واضح فرمایا کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ جو "اقصا المدینة" سے ایک شخص کے آنے اور حضرت موسیٰؑ کو فرعون اور اس کے ساتھیوں کے بدارادے سے خبردار کرنے کا ذکر ملتا ہے وہ الگ واقعہ ہے اور حضرت موسیٰؑ کو نبوت عطا ہونے سے پہلے کا ہے۔ وہ شخص فرعون کی قوم کا ایک معزز آدمی تھا جس کی فرعون کے محلات و دربار وغیرہ میں رسائی تھی اور وہ اپنا ایمان چھپاتا تھا۔ لیکن سورۃ یٰسین کی اس آیت میں جس 'رجل' کا ذکر ہے وہ خدا تعالیٰ کے ایک رسول تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ رسول تھے جنہوں نے قارون کو اس کی ظالمانہ حرکات پر متنبہ کیا تھا۔ قارون جو قوم موسیٰ سے تعلق رکھتا تھا ایک الگ بستی میں رہتا تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان آیات کے مضامین کو اگر استعارہ کے طور پر لینا ہے تو پھر بستی سے مراد مکہ ہوگی اور ان کی طرف حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل کے علاوہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا بطور رسول آنا مراد ہوگا۔ آج کی درس القرآن کلاس آیت نمبر ٤٦ پر ختم ہوئی۔

بدھ، ١٨/ فروری ١٩٩٨ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ٢٣٠ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس کا آغاز سورۃ یٰسین کی آیت نمبر ٤٦ سے ہوا۔ آیت نمبر ٥٦ میں جنتیوں کی مختلف مشاغل میں مصروفیت کا ذکر ہے اور جنت میں عام تصور کہ آرام ہی آرام ہوگا کی نفی کی گئی ہے۔ آیت نمبر ٥٧ کی تشریح کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ زندگی کا لطف ہم مزاج جوڑوں سے بنا کرتا ہے۔ اللہ ان کو وہاں اکیلے نہیں رکھے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ یہاں کے جوڑوں نہیں ہونگے۔ جو اس دنیا میں اچھے جوڑے تھے ان کو اللہ تعالیٰ بحال رکھے گا۔ یعنی جو یہاں زوج کہلانے کے مستحق تھے وہاں بھی رکھے جائیں گے۔ ایک ہی جگہ جنت میں رہتے ہوئے ہر ایک کا مقام اس کے ادّعا کے مطابق ہوگا۔ اور رب رحیم کی طرف سے سلام کا فرمان جاری کیا جاتا رہیگا۔ آیت نمبر ٦٦ میں الصراط سے مراد وہ راستہ ہے جسے انہوں نے اس دنیا میں دیکھنے سے انکار کیا مگر اس وقت وہ محسوس کریں گے کہ وہی راستہ ٹھیک تھا اس لئے حسرت سے دیکھ رہے ہونگے۔ آیت نمبر ٦٩ میں زندگی کا فلسفہ بیان کر دیا گیا ہے کہ بڑی عمر ہمیشگی کی ضمانت نہیں دیتی۔ بلکہ عمر کے ساتھ ساتھ جبلّی استعدادوں میں انحطاط ہوتا رہتا ہے۔ اور پھر انسان اپنی ابتدائی حالت کی طرف لوٹ کر آخر خالق کی طرف سدھار جاتا ہے۔ ہر عروج کو زوال ہے۔ اور تخلیق کا یہ ابدی فلسفہ ایک Organiser کا تقاضا کرتا ہے۔ اور اس اصول میں کوئی استثناء نہیں۔ ہر چیز اپنے منتہا کی طرف لوٹ کر عدم میں گم ہو جاتی ہے۔ یہ آیت گویا "انا للہ و انا الیہ راجعون" کے مضمون کی تفسیر ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ اتنی گہری باتیں ہیں کہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہو سکتیں بلکہ عظیم الشان نصائح ہیں جنہیں عقلمند ہی سمجھ سکتے ہیں۔ آیت نمبر ٧١ میں قرآن مجید فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن میں حیا اور سعادت اور زندگی کی رمق موجود ہوتی ہے انہیں ہی آنحضرت ﷺ کا انذار اور دعائیں زندہ کر سکتی ہیں۔ آیت نمبر ٧٣ میں انعام جو سواریوں کے کام بھی آتے ہیں اور خوراک کے کام بھی آتے ہیں ان کا ذکر ہے کہ ان کے بغیر انسانی زندگی ادھوری ہی رہ جاتی ہے۔ اور مشارب میں صرف دودھ ہی مراد نہیں بلکہ پھلوں کے رس وغیرہ بھی شامل ہیں۔ توجہ اس طرف دلائی گئی ہے کہ یہ تمام چیزیں تمہارے زیرنگین کی گئی ہیں۔ خدا کا شکر ادا کیا کرو اور ان کی قدردانی کرو۔ اگلی آیت میں انسان کی ناشکری کے نتیجے میں اس کے ذلیل پانی سے آغاز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم اس حیثیت کے مالک ہو اور ہمارے متعلق مثالیں بیان کر کے جھگڑتے ہو اور گلی سڑی ہڈیوں کے دوبارہ جی اٹھنے پر بحث کرتے ہو۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ سرسبز درخت جو بوسیدہ ہو جاتا ہے تو اس میں سے ہی ایک شعلہ آگ کی صورت میں نکل آتا ہے۔ اس لئے اس مثال پر غور کر کے لطیف بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگلی دنیا میں کئی بزرگ صالح لوگ اور حضرت عیسیٰ جیسے جو معصوم محض تھے خدا کے بلانے پر آئیں گے اور اس بات سے بالکل بے خبر ہونگے کہ لوگوں نے انہیں دنیا میں معبودیت کا درجہ دیا ہوا تھا۔ اس لئے وہ ہر ایک مشرکانہ بات سے نفرت کا اظہار کریں گے۔

جمعرات، ١٩/ فروری ١٩٩٨ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ١٠٢ جو ٩/ اگست ١٩٩٥ء کو ریکارڈ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ٢٠/ فروری ١٩٩٨ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا سوال و جواب کا فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ١٦/ فروری کو ریکارڈ شدہ پروگرام پہلی بار نشر کیا گیا۔ سوال و جواب اختصار کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہیں :

☆..... حضرت عیسیٰؑ کے بہن بھائی تو تھے، کیا ان کے اہل و عیال بھی تھے ؟ فرمایا حضرت عیسیٰؑ نے شادی نہیں کی۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ان کی فیملی نہیں تھی اور قرآن مجید نے اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب دوسرا مسیح آئے گا تو یَتَزَوَّجُ وَ یُولَدُ لَہ، وہ شادی کرے گا اور اس کے بچے ہونگے۔ آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ پہلا مسیح اور دوسرا مسیح دو الگ الگ انسان ہونگے اور یہ کہ اس بات میں دونوں مشابہت نہیں رکھیں گے۔ ☆..... اسرائیلیوں اور فلسطینیوں میں امن کی کوششیں آگے نہیں بڑھ رہیں۔ اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے ؟ حضور نے فرمایا کہ میں اسرائیلیوں کی ذہنیت، نیت اور ارادوں کا ذکر کر چکا ہوں کہ جب بھی انہیں موقع ملے گا وہ اپنا علاقہ بڑھاتے چلے جائیں گے۔ وہ تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ مکہ اور مدینہ پر قبضہ کر کے رہیں گے لیکن وہ کبھی بھی اس ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ عراق کی فوجی طاقت کی تباہی ان کے اس تہیہ کا ایک حصہ ہے۔

☆..... سوال کیا گیا کہ فری میسنز کیا ہیں ؟ حضور انور نے ان کے Origin کی تفصیل سے وضاحت فرمائی اور اس ضمن میں ایک عیسائی سکالر کی مشہور تصنیف Water flowing Eastward کا ذکر فرمایا۔ ☆..... مرنے کے بعد جنت میں داخل ہونے میں کتنا وقت لگے گا اور انبیاء کی وہاں کس طرح پہچان ہوگی ؟ حضور نے فرمایا کہ بے صبرے نہیں ہونا چاہئے۔ تقریباً اتنا ہی وقت لگے گا جتنا کہ Evolution کو زندگی تک پہنچنے میں لگا۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہے کہ اس نے عالم برزخ کے زمانے کو بیہوشی کا زمانہ بنا دیا ہے۔ اگر آپ آنحضرت ﷺ کے اوصاف کو یہاں پہچانتے ہیں تو وہاں آسانی سے پہچان لیں گے۔ ☆..... ایک سکول میں سات کلمے سکھائے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ انہیں روزانہ پڑھا جائے۔ کیا یہ آنحضرت ﷺ کی سنت ہے ؟ حضور نے فرمایا یہ سنت نہیں ہے۔ علماء نے مرور زمانہ کے ساتھ ان کو اکٹھے کیا۔ پڑھنا اچھی بات ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے روزانہ پڑھنے کا کوئی حکم نہیں دیا۔ ☆..... Preservation of Species کے متعلق سوال کیا گیا اور حضور انور نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی تخلیق کی قسم خدا کے پروگرام کے مطابق معدوم کر دی جاتی ہے تو اس میں فائدہ مضمر ہوتا ہے۔ مثلاً ڈائناسور۔ لیکن بعض قسمیں انسان کی خود غرضی اور بدسلوکی کی وجہ سے ختم ہو گئیں جبکہ اور بہت سی چیزیں خدا تعالیٰ نے نئی پیدا کیں۔ انہوں نے اپنا کام کیا اور ختم ہو گئیں۔ ☆..... بعض نفسیاتی طور پر مریض بچے توڑ پھوڑ کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ کیا انہیں توڑ پھوڑ کی کھلی چھٹی ہونی چاہئے ؟۔ حضور انور نے فرمایا یہ عادت اچھی نہیں۔ جب تک انہیں چیزوں کی اہمیت نہ سمجھائی جائے صرف منع کرنے سے وہ نہیں سمجھیں گے۔ اور یہ نکتہ شخصیت کی Development کے لئے ازحد ضروری ہے۔ اس لئے بچوں کی پرورش بہت اہم ہے۔ اگر آپ Spress کریں گے تو وہ یہی حرکتیں آپ کی غیر موجودگی میں کریں گے اور یا پھر جھوٹ بولنے لگ جائیں گے۔

(امتہ المجید چوہدری)

موجودہ دور میں

حقوق انسانی کا مسئلہ

اور مسلمانوں کا دینی فریضہ

(پروفیسر سعود احمد خان - ربوہ)

(دوسری قسط)

حقوق انسانی میں مساوات اقوام کی اہمیت

آج پھر دنیا میں ہر طرف ایک فساد برپا ہے۔ مختلف قومیں مل کر نہیں رہ سکتیں۔ کہیں رنگوں اور زبانوں کا اختلاف ہے۔ کہیں مذاہب دشمنی کی وجہ بنے ہوئے ہیں، کہیں تمدنی اور قبائلی ماضی کی روایات ایک ہی ملک کے لوگوں کو خون کی ہولی کھیلنے پر اکسا کر لڑا دیتی ہیں۔ کہنے کو ۱۹۱۹ء میں ایک نظریہ امریکہ کے صدر وڈرو ولسن نے دیا کہ ایک مجلس اقوام ہو جو قوموں کے اختلافات کو جنگ سے روکے۔ اور قدرتی اختلاف کا احترام سکھائیں۔ کسی اعلیٰ مقصد کی کامیابی کے لئے اتنی ہی بڑی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسانی تجربہ نے یہی سکھایا ہے۔ فلسفہ نے اس کو Pain & Pleasure کی تھیوری کا نام دیا لیکن اگر بڑی طاقتیں اپنا مفاد قربان نہ کریں تو دنیا کو امن کیسے نصیب ہو۔ اس امریکہ نے جس کے صدر کی تجویز پر مجلس اقوام قائم ہوئی اس میں شریک ہونا پسند نہ کیا تا کہ امن عالم کی خاطر Pledge یعنی کوئی عہد نہ کرنا پڑے۔ حالانکہ اسی کا نام تو قربانی ہے کہ بلا سے جان جائے، زبان نہ جائے۔ اور جو اس میں داخل ہوئے انہوں نے زبان کی پرواہ نہ کی۔ جرمنی نے عہد نامے توڑ کر دوسری عالمی جنگ کا آغاز کر دیا۔ اس لئے کہ پہلی جنگ کے بعد اس کی شکست اور کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے صلح کی ایسی شرائط پر اس سے زبردستی دستخط کرائے گئے تھے جو ذلت آمیز تھیں۔ حالانکہ یہ انسانیت کا حق ہے کہ صلح برابر کی بنیاد پر ہو ورنہ وہ پائیدار نہیں ہوتی۔ لیکن بہر حال صلح کرتے وقت شکست خوردہ پارٹی کی عزت نفس کا خیال رکھنا فاتح کے کھلے دل اور حوصلہ مندی کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ سبق بھی دنیا کو ہمارے رسول مقبول ﷺ نے اپنے عمل سے دیا۔ تین بار مکہ کے کافر مدینہ پر حملہ آور ہوتے رہے جو مسلمانوں کی ہجرت کا شہر تھا۔ ان ظالموں کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ حضور ﷺ اور مسلمان چین سے ایک جگہ بیٹھیں۔ بار بار مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا عزم لے کر آتے اور منہ کی کھا کر واپس لوٹتے تھے۔ صلح حدیبیہ کرتے وقت صلح کی شرائط وہ لکھوا رہے تھے اور امن کا شہنشاہ طمانیت کے ساتھ وہ شرائط منظور کر رہا تھا۔ جبکہ لکھوانے والے سمجھ رہے تھے کہ یہ میدان جنگ میں ہماری شکست کا بدلہ ہے۔ اور آپ کے پیرو مسلمان اپنے بشری تقاضہ کے مطابق ان کو اپنی ذلت پر محمول کر رہے تھے۔ حتی کہ دشمن نے شرائط کے عہد نامہ پر بھی حضور اکرمؐ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھنے دیا حالانکہ یہ عام فہم بات ہے کہ عہد نامہ پر دستخط کرنے والوں کے ناموں کے ساتھ وہ منصب لکھا جاتا ہے جو ان کی جماعت ان کا سمجھتی ہے۔ آپ نے اپنے لئے نہ بادشاہ، نہ صدر مملکت یا کوئی اور لقب اختیار کیا۔ آپ مسلمانوں کے سربراہ محمدؐ رسول اللہ کی حیثیت میں تھے لیکن مکہ والوں کا مطالبہ تھا کہ اس کاغذ کے ایک ایک لفظ کو فریقین اسی طرح تسلیم کریں جیسا لکھا ہے۔ اس معاہدہ کے طے پانے سے قبل تمام مسلمانوں نے میدان حدیبیہ میں تجدید بیعت کی تھی۔ اگر آپؐ لڑنا پسند فرماتے تو مسلمان کسی صورت میں پیچھے ہٹنے والے نہ تھے۔ اللہ کا بھی وعدہ تھا کہ مسلمان اپنے سے دس گنا دشمن پر بھی غالب آئیں گے۔ لیکن حضورؐ کو جنگ کے میدان میں قربانی فتح سے زیادہ عزیز تھی جس کا صلہ اللہ تعالیٰ فتح کی صورت میں عنایت فرماتا تھا۔ اور اسی طرح امن کی خاطر فتح سے زیادہ صلح عزیز تھی۔ کیونکہ فتح زمین سے نہیں آسمان سے آیا کرتی ہے۔ مسلمان اطاعت رسول کے زیور سے بھی مزین تھے اس لئے ان شرائط پر صلح ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ذات نے اپنے رسول کا ساتھ دیا کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی پسند سے باخبر تھے کہ "اَلصُّلحُ خَیر" (النساء : ۱۲۹) صلح ہی بہتر ہے۔ امن اور صلح ایسا انسانی حق ہے کہ اگر دشمن صلح مانگے اور تمہیں اس کی نیت پر شک ہو پھر بھی اس سے اس کو محروم نہ رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے " فَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔ اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْم ۔ وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ......" (الانفال: ۶۲، ۶۳) یعنی اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو اے رسول تو بھی صلح کی طرف مائل ہو جا اور اللہ پر توکل کر۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ اگر وہ اس بات کا ارادہ رکھتے ہیں کہ تجھ کو دھوکہ دیں تو اللہ یقیناً تیرے لئے کافی ہے۔

صلح حدیبیہ پر یہی ہوا۔ دشمن تو تکبر اور غرور کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹے مگر اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ حقیقی خوشی منا رہے تھے یعنی وہ امن اور صلح کے قائم ہو جانے کے سامان پر خوش تھے۔ چنانچہ ابھی مدینہ واپس نہیں پہنچے تھے کہ راستے میں اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" (الفتح: ۲)۔ یعنی ہم نے اے رسول تجھ کو فتح مبین عطا فرمائی۔ گویا مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی بشارت سے مسلمانوں کے دل خوشی سے بھر دیئے اور پھر وہی دشمن خود اپنی من مانی شرائط پر بھی عمل نہ کر سکا اور اس عہد کو بھی توڑ دیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو اجازت مرحمت فرمائی کہ مکہ کی طرف کوچ کریں۔ وہاں بھی آپؐ کی نیت امن کی ہی تھی۔ چنانچہ آپ کے چچا حضرت عباسؓ مکہ میں جا کر مکہ کے رئیس ابوسفیان کو اپنے ساتھ لے کر آپؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے ابوسفیان کو یقین دلایا کہ اگر مکہ والے آج اپنے اپنے گھروں میں رہیں جو علامت اس بات کی ہوگی کہ وہ اس کعبہ کو جس کی بنیادوں کو قریش کے اجداد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے صرف اللہ کی عبادت کے لئے کھڑا کیا بتوں سے پاک کر کے اس کی اصلی حالت میں بحال کیا جائے تو باوجود ان کی عہد شکنی کے آپ ان کو امن بخش دیں گے۔ جو گھروں سے باہر ہیں اگر ابوسفیان کے گھر میں کوئی داخل ہو جائیں وہ بھی امن میں ہونگے۔

کچھ لوگ پھر بھی باہر رہ سکتے تھے اس لئے آپؐ نے بلالؓ اور ابورواحہؓ کو بلایا ان دونوں کو آپؐ نے مدینہ میں بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ بلالؓ مہاجر تھے اور ابورواحہؓ انصاری۔ آپؐ نے ابورواحہؓ کو جھنڈا دے کر فرمایا کہ بلالؓ لوگوں کو امن کے لئے اس جھنڈے کی طرف بلائیں گے۔ کیسا عظیم انتقام تھا جو آپؐ نے مظلوم بلالؓ کو ان کے ظالموں سے دلوایا۔ بلالؓ ایک حبشی غلام کی حیثیت سے ایمان لائے تھے۔ مکہ میں ان کا مالک امیہ بن خلف ان کو خود بھی مارتا کہ وہ خدائے واحد و یگانہ پر کیوں ایمان لائے۔ پھر ان کو رسیوں میں باندھ کر مکہ کے لڑکوں کے سپرد کر دیتا کہ وہ ان کو مکہ کی سنگلاخ گلیوں میں گھسیٹتے پھریں۔ ان کا جسم لہولہان ہو جاتا۔ اب وہ لڑکے جوان ہو گئے تھے۔ آج ان کو امان مل سکتی تھی تو اسی حبشی غلام کے جھنڈے کے نیچے جس کو اس کے مدنی بھائی نے اٹھایا ہوا تھا۔ یہ مکہ والوں کے غرور پر ایک اور تازیانہ تھا کہ جس کو تم غریب الوطن بے سہارا سمجھ کر اپنے ظلموں کا تختہ مشق بنایا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ کوئی عام عرب ایک حبشی غلام کی حمایت میں کبھی عرب رئیس اور رئیس زادوں کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھیں ایک عرب نژاد اس حبشی غلام کا بھائی بنا ہوا ان ظالموں کے لئے امن کا جھنڈا تھامے ہوئے ہے۔ گویا مکہ کے مفتوح باشندوں کے ہتھیار ڈالنے سے امن ان کا حق ہو گیا۔ وہ ان کو بخشا گیا تو بلالؓ کو بھی تو اپنے پر کئے گئے ظلموں کے انتقام کا حق ملنا چاہئے تھا۔ ان کو وہ اس طرح ملا کہ مکہ والے سرنگوں ان کے علم بردار ایک غیر قریش عرب کے گرد جمع ہو رہے تھے جبکہ مظلوم بلالؓ بلند ہو کر ان کو امن کی دعوت دے رہے تھے۔ آپؐ نے دنیا والوں کو بتا دیا اور عمل کر کے دکھا دیا کہ غریب الدیار حبشی غلام کا بھی حق ہے کہ وہ بھی آزاد وطنی باشندوں کی طرح سربلند ہو۔ ہاں پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے یہی پسند فرمایا کہ آپؐ مکہ میں داخل ہوتے وقت اونٹ پر سوار ہو کر بھی سجدہ ریز تھے اور سر کاٹھی سے لگ رہا تھا کیونکہ اسی عاجزی میں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو جہانوں کی سربلندی عطا فرمائی تھی۔

ایک اور بات اس ضمن میں یہ ہے کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد شکست خوردہ کو اس قدر لاچار اور مجبور نہ کیا جائے کہ اس کے دل میں مزید نفرت اور انتقام کی آگ بھڑکے۔ آج بھی فاتح اقوام امن اور صلح کی شرائط طے ہونے سے بھی پہلے ہارے ہوئے دشمن کو نہ صرف میدان جنگ میں ہتھیار ڈلوا کے علامتی طور پر بے دست و پا کرتے ہیں بلکہ اس کو حقیقتاً Disarmed یعنی ہتھیاروں سے تہی دست کر دیتے ہیں۔ سارے ملک کی آرڈیننس فیکٹریوں پر قبضہ کر کے اس کے ہتھیار بنانے کی صلاحیت ہی ختم کر دیتے ہیں۔ ہمارے رسول مقبول ﷺ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر مکہ والوں کے ہتھیار انہی کے پاس رہے۔ آپ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ ارد گرد کے بعض قبائل کو آپ کا مکہ پہ قبضہ پسند نہ آیا۔ وہ ایک بڑی جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔ ہوازن کے ساتھ جنگ حنین وہیں مکہ کے قریب لڑی گئی۔ حملہ کی خبر پر جب جائزہ لیا تو مسلمانوں کے پاس تیر خاطر خواہ تعداد میں موجود نہ تھے۔ پتہ چلا کہ مکہ کے ایک سردار عاص بن وائل کے پاس کثرت سے تیر موجود تھے، وہ ابھی تک کافر تھا۔ آپؐ خود اس کے پاس تشریف لے گئے۔ حالانکہ فاتح کی حیثیت میں اس کو بلوا سکتے تھے۔ آپ نے اس سے تیر دینے کو کہا۔ اس نے کہا مستعار لے رہے ہیں یا زبردستی قبضہ کرنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا عاریتاً۔ شکست خوردہ قوم کی عزت اور وقار کا اس قدر لحاظ! اس کی مثال تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے۔ اور یہ وہ انسانی حق ہے جس کی پاسداری آج کی اس دنیا میں جبکہ حقوق انسانی کے مسئلہ پر عالمی کانفرنسیں منعقد کی جاتی اور اقوام متحدہ میں قرار دادیں پاس ہوتی ہیں، عالمی دن منائے جاتے ہیں اس حد تک کرنا محال نظر آتا ہے جہاں حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ پہنچے۔

ابھی اوپر ذکر ہوا کہ اقوام میں مساوات کا خیال دنیا کو آیا تو آنحضرت ﷺ کے ظہور مبارک کے ڈیڑھ ہزار سال بعد اور وہ بھی ایسے بھونڈے طریق پر کہ مجلس اقوام کے معماروں نے اپنے ہی ہاتھوں اس کو ڈھا دیا۔ اور ایک اور جنگ پہلے سے بھی زیادہ تباہ کاریوں کے ساتھ اس ایک صدی میں ایک ہی نسل کو دیکھنا پڑی۔ عجیب ستم ظریفی ہے کہ جبکہ ابھی دوسری جنگ ختم نہ ہوئی تھی کہ اٹلانٹک چارٹر کے ذریعہ دوبارہ عالمی ادارہ قائم کرنے کا منشور دیا جا رہا تھا۔ ادھر جاپان میں ایٹم بم گرا کر دو شہروں کے لاکھوں انسانوں کو لقمہ اجل بنا دیا گیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ اقوام متحدہ میں چھوٹی قومیں برابری کے نام پر آئیں تو سہی لیکن ڈرتے ڈرتے بڑی طاقتوں کا منہ دیکھتے ہوئے کہ اب کیا حکم ہے سرکار عالی تبار۔ جہاں اپنا مفاد ہوتا ہے عالمی امن کے نام پر کارروائیاں بھی ہوتی رہیں، بم بھی گرائے جاتے رہے، راکٹ بھی چلائے جاتے رہے ہیں۔ اور ڈھنڈورہ پیٹ دیا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ نے امن قائم کر دیا۔ اور جہاں امن میں اپنا مفاد نہ ہو یا دخل نہ دینے میں مفاد ہو تو بجائے کمزور کی مدد کرنے کے طاقتور زیادتی کرنے والے کی منتیں خوشامد کر کے اس کو اور دلیر بنایا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی طاقتور کمزور کی حمایت کرے کہ اس کا اسی میں مفاد ہے تو دوسری بڑی طاقتیں ویٹو یا حق استرداد کے ذریعہ اس کو چپ کرا دیتی ہیں۔ وہی ڈھاک کے تین پات مسئلہ اپنی جگہ قائم رہتا ہے کہ لڑائی بند بھی ہو جائے اور بند ہونا ناگزیر ہوتا ہے کمزور آخر کب تک لڑ سکتا ہے، اور بڑوں کے مفاد میں خلل نہیں پڑتا کیونکہ جتنا اسلحہ ہوتا ہے وہ پھونک کر چھوٹے لڑنے والے بیٹھ جاتے ہیں اور آئندہ کے لئے پھر ہتھیار جمع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بھلا پھر انہی بڑی طاقتوں کا کہ ہتھیار تو وہی بناتی ہیں۔ ان کی کمائی میں فرق نہیں آتا۔ غریب کمزور ملک اپنا بجٹ یوں ہتھیاروں کے سوداگر ملکوں کو کھلا دیں اور ان کے عوام وہی مفلس و نادار رہیں جیسے پہلے تھے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ، "اگر مومنوں کے دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو ان دونوں میں صلح کرا دو۔ پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کر دے تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان دونوں میں صلح کرا دو اور انصاف کو مدنظر رکھو۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"۔ (الحجرات : ۱۰)

خود اقوام متحدہ نے بھی آزمایا ہے کہ جب قومیں لڑنے والوں کی حمایت میں نہیں بٹیں اور جنہوں نے زیادتی کی تھی ان کے خلاف کارروائی ہوئی تو لڑائی واقعی بند ہو گئی۔ لیکن اول تو ایسا تب ہوا جب کارروائی کرنے والی کوئی ایسی بڑی طاقت تھی جس کے اپنے مفاد نے اس کو ایسا کرنے پر اکسایا۔ اور دوسری بڑی طاقتوں کا مفاد اس کے ساتھ شامل تھا یا الگ رہنے میں ان کا کوئی نقصان نہ تھا اس لئے وہ خاموش رہیں۔ گویا نیت امن کا قیام نہ تھا، اپنا اپنا مفاد تھا۔ اور یہی انصاف کے خلاف بات ہے۔ اس لئے اگر لڑائی بند ہو بھی جائے تو قہر درویش بر جان درویش کمزوروں کو ماننا ہی پڑتا ہے اور جیسے اوپر ذکر ہوا دلوں کی کدورت نہیں جاتی۔ وہ پھر لڑائی کا موقع تلاش کرنے لگتے ہیں اور جنگی تیاریاں اسی طرح جاری رہتی ہیں۔

آزادی ضمیر اور امن کے لئے اجتماع اور اظہار رائے کی آزادی

ایک اور حق جو آج کل تسلیم تو خوب کیا جاتا ہے مگر عمل کے وقت سب اقوام متحدہ کے چارٹر کو بھول جاتے ہیں۔ بہر حال یہ بھی وہ حق ہے جس کا اعلان سب سے پہلے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب کا حق ہے کہ وہ اپنے پسند کا عقیدہ

اختیار ہونا چاہئے۔ بس فساد اور دوسروں کے حقوق تلف نہیں ہونے چاہئیں اور نہ امن میں خلل پڑنا چاہئے۔ فرمایا:

"اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن اس میں جو اس نے تم کو دیا ہے وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے بس نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو"۔(المائدہ:۴۹)

پس جب اللہ تعالیٰ نے سب کو آزاد چھوڑا تو کسی کو کیا حق ہے کہ وہ دوسروں سے ان کی آزادی فکر چھینے یا اپنی مرضی کا مذہب دوسروں پر ٹھونسے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی اکرم ﷺ کو فرمایا کہ دو "لکُم دِینُکُم وَلِیَ دِین"، تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے۔ دونوں اپنی اپنی پسند میں برابر کا حق رکھتے ہیں۔ پھر مخالفت کیوں کی جائے۔ فرمایا، "ہم نے ہر امت کے لئے ایک عبادت کا طریق مقرر کیا ہے جس کے مطابق وہ عبادت کرتی ہے پس وہ اس معاملہ میں (یعنی اسلامی طریق پر) تجھ سے جھگڑا نہ کریں"۔(الحج:۶۸)

یعنی جس طرح وہ اکثریت میں ہونے کے سبب اپنے نظریات اور ان کے مطابق امن سے زندگی گزارنے کا حق رکھتے ہیں وہی حق انہیں تجھے بھی دینا چاہئے۔ بس طریق ایسا ہونا چاہئے جس سے دوسرے کے حق میں خلل نہ پڑے اور نہ اس کی دل شکنی ہو۔ مسلمانوں کو حکم دیا، "وَلَا تَسُبُّوا الَّذِینَ یَدعُونَ مِن دُونِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدوًا بِغَیرِ عِلمٍ"(الانعام:۱۰۹) اور تم انہیں جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں گالیاں نہ دو، نہیں تو وہ دشمن ہو کر جہالت سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ ان کے پاس دلیل نہیں تمہارے پاس دلیل ہے۔ کیسے انصاف کے ساتھ دونوں کو برابر رکھا۔ غیر کو تنظیم بنانے کی اجازت دی۔ فرمایا:

"تو انہیں کہہ کہ اگر تمام انسان بھی اور جن بھی قرآن کی نظیر لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو پھر بھی وہ اس کی نظیر نہ لا سکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں"۔(بنی اسرائیل:۸۹)۔ ایک دوسرے کی مدد کے لئے اکٹھے ہونا تنظیم بنانے کی اجازت نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ سب مل کر زور لگائیں، اپنے وسائل جمع کریں کیونکہ یہ چیلنج اس لئے نہیں کہ وہ صرف قرآن مجید کی مثل نہ لا سکیں گے چپ ہو کر بیٹھ رہیں گے بلکہ ان کو باقاعدہ بحث مباحثہ کی دعوت دی جارہی ہے، اکسایا جارہا ہے کہ آؤ اور ہم کو تبلیغ کرو۔ فرمایا، "اِیتُونِی بِکِتٰبٍ مِن قَبلِ ھٰذَآ اَو اَثٰرَۃٍ مِن عِلمٍ اِن کُنتُم صٰدِقِینَ" (الاحقاف:۵)۔ یعنی لاؤ کوئی کتاب جو اس قرآن مجید سے پہلے کی ہو یا کوئی علمی دلیل ہی پیش کرو اگر تم سچے ہو۔

ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اپنے کو سچا کہے۔ دوسروں کو اپنی طرف بلائے لیکن بات گالی گلوچ اور الزام تراشی سے نہیں بلکہ علم کی بنیاد پر ہوگی۔ دلیل و برہان پیش کرو، تشدد یا لڑائی کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے روز میں بھی یہی کروں گا۔ کسی کو اس پر نہیں پکڑا جائے گا کہ نئے پیغام پر کیوں نہ ایمان لائے۔ دوسرے کی کتاب کسی کے لئے کیسے حجت ہو سکتی ہے ہاں ہر ایک کی کتاب اس کے لئے حجت ہے فرمایا: "کُلُّ اُمَّۃٍ تُدعٰی اِلٰی کِتٰبِھَا۔ اَلیَومَ تُجزَونَ مَا کُنتُم تَعمَلُونَ" (الجاثیہ:۲۹) یعنی سب مذاہب والے اپنی اپنی کتاب کی طرف بلائے جائیں گے۔ اس دن تم کو تمہارے اعمال کے مطابق جزاء دی جائے گی۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو گمراہ دیکھ کر اصلاح کے لئے بہتر ہدایت بھی بھیجے اور پھر اس پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے جو خرابیاں وہ کریں اس کی سزا پر رائج الوقت قانون بھی ان پر لاگو نہ ہو۔ بلکہ کتاب کی طرف بلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو بتلایا جائے گا کہ تم قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے ہی گمراہ ہو چکے تھے کہ تم نے اس کتاب پر بھی عمل کرنا چھوڑ دیا تھا جس پر تم ایمان رکھتے تھے۔ تو اس گمراہی کی سزا کیوں نہ تم کو دی جائے۔ ہاں سزا سے بچانے کے لئے یہ نئی ہدایت بھیجی تاکہ اس پر ایمان لا کر اور عمل کر کے اپنے بد انجام سے بچ جاؤ جو اس گمراہی کا نتیجہ ہے جو تم پہلے اختیار کئے ہوئے تھے۔ نیز جب ان کو ان کی کتاب کی طرف بلایا جائے گا تو پھر میثاق النبیین کی بات بھی ہوگی کیونکہ ہر نبی اپنے بعد آنے والے کی خبر دیتا رہا اور اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا رہا۔ اور تم سب مخالفین اپنی کتابوں میں تحریف کرنے کے باوجود ان پیشگوئیوں کو اپنی کتابوں سے نہیں محو کر سکے تو پھر جب ان سب پیشگوئیوں کا مصداق آیا تم اس پر کیوں ایمان نہ لائے۔ تم نے آنے والے کا ہی انکار نہ کیا بلکہ اپنی کتاب کو بھی جھٹلایا۔ ماحصل یہ کہ جو شہادت کسی کے پاس ہے اسی کے مطابق اس کو ملزم گردانا جائے یا جو علم وہ پیش کرتا ہے اس سے اس کو قائل کیا جائیگا۔ کسی کو یہ حق نہیں ہونا چاہئے کہ دوسرے کو اس کے حق سے محروم کرنے کے لئے محض اپنی اکثریت کا زور جتائے یا پھر اقلیت اور کمزور ہوتے ہوئے دہشت گردی اور تشدد کا راستہ اختیار کرے۔

پس آج جن حقوق انسانی کی بات ہو رہی ہے مسلمانوں کو دوسروں سے زیادہ ان کے بارے میں محتاط ہونا چاہئے۔ دوسروں کے لئے یہ ایک دنیوی مسئلہ ہے جبکہ مسلمانوں کے لئے یہ ایک دینی فریضہ ہے اور پھر جب ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کر کے دکھایا تو پھر غیروں کے لئے وہ اس سنت کے امین ہو گئے۔ پس یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہئے کہ اگر مسلمان اس پر عمل کر کے دکھا دیں تو نہ صرف ان کی اپنی معاشرت سنور جائے گی بلکہ اس طرح وہ دنیا کے نجات دہندہ بن سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی مقام محمود کا ایک پہلو ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبی خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کو عنایت فرمایا ہے اور اسی کی نسبت سے آپؐ کی امت کو بہترین امت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، "اس دن کو یاد کرو جس دن ہم ہر قوم کے اندر ان کے خلاف خود انہی میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور اے رسول تجھے ہم (ان سب کے خلاف) گواہ بنا کر لائیں گے" (النحل:۹۰)۔ اور آپ کی امت کے بارے میں فرمایا: "وَکَذٰلِکَ جَعَلنٰکُم اُمَّۃً وَّسَطًا لِتَکُونُوا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُونَ الرَّسُولُ عَلَیکُم شَھِیدًا" (البقرہ:۱۴۴) یعنی "اے مسلمانو! ہم نے تم کو بہترین امت بنایا تاکہ تم انسانوں پر نگران ہو اور رسول تمہارے پر نگران ہو"۔ اگر مسلمان اس مقام کو سمجھیں تو حقوق انسانی کے علمبردار یہی ہو سکتے ہیں۔ ورنہ یہ بہترین امت نہ رہیں گے اور دنیا میں امن و امان قائم ہونا بھی مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ جو قومیں اس وقت دنیا کی کرتا دھرتا سمجھی جاتی ہیں ان کی نیتوں کا فتور اظہر من الشمس ہے۔ ان کے ہاں اخلاقی طور پر جو بے راہ روی کی آزادی ہے یہ خود اب ان کے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے۔ گمراہی کا نام آزادی نہیں رکھا جا سکتا۔ لیکن اس کے لئے امن و سلامتی اور علم و حکمت کے ساتھ اپنے عمل سے نیک راہ دکھانا مسلمانوں کا کام ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ عقیدہ اور فرائض منصبی کے لحاظ سے جو امن و امان کے اہل ہیں سب سے زیادہ انہی میں افتراق اور آپس میں دشمنی کی فضا پائی جاتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ایک فرقہ کی حامل ہے وہ اقلیتی فرقوں کے عقائد سے مشتعل ہونے کا بہانہ بنا کر فساد مچا کر اقلیتوں کو انسانی حقوق دینے سے گریزاں ہے۔ یہی حال سیاست کا ہے۔ حالانکہ اقلیت سیاست میں بھی دہشت گردی کا راستہ تب اختیار کرتی ہے جب اس کے جائز حقوق سے اس کو محروم کیا جاتا ہے۔ پس یہ اکثریت کا فرض ہے کہ وہ اقلیت کو اپنی کسی پالیسی سے مشتعل نہ کرے۔ ہمارے رسول مقبول کا اسوہ حسنہ موجود ہے۔ جب مدینہ کی اقلیت یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ آپ کے ماننے والے آپ کو حضرت موسیٰ اور یونس نبی علیہم السلام پر فضیلت دے کر ہماری دلآزاری کرتے ہیں۔ تو آپؐ نے مسلمانوں کو یہ جانتے ہوئے بھی کہ مسلمان ایک سچائی کا اظہار کر رہے تھے اس سے منع فرمایا کہ یہود کے سامنے آپؐ کی ان کے انبیاء پر فضیلت کا ذکر نہ کیا کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تبلیغ نہیں کرنی چاہئے بلکہ تبلیغ کی بھی اپنی حکمتیں ہیں۔ ان کو مدنظر رکھ کر بات کی جائے۔ جب تک کسی کا دل نہ موہ لیا جائے وہ کیسے اپنے عقیدہ یا نظریہ کے خلاف بات سنے گا۔ جب شروع میں ہی دوسرے کی دلشکنی ہو گئی تو اس کا تو کوئی نقصان نہ ہوا۔ وہ تبلیغ کرنے والوں سے دور ہو گیا۔ اب کس کو تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اشتعال انگیزی اقلیت کی طرف سے نہیں بلکہ اکثریت کی طرف سے ہونے کا زیادہ امکان ہوا کرتا ہے۔

پس جن اخلاق فاضلہ کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب پر فضیلت بخشی انہی کو اپنانے سے مسلمان دنیا میں امن و انصاف اور حقوق انسانی کے علمبردار بن کر پھر ایک ممتاز مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد، مسیح موعودؑ، بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کیا خوب فرمایا۔

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی ہے خیر رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

حقوق انسانی کا اسلامی انقلاب
اور اس کی تاریخی شہادتیں

اسلامی تعلیم اقوام متحدہ کے چارٹر کی طرح صرف ایک تحریری مرقع نہیں بلکہ ایسے حسین احکامات ہیں جن پر عمل کرنا مشکل نہیں۔ بس خدا کا خوف اور دنیا کی ناپائیداری پر یقین کامل ہو تو اس پر عمل کرنا آسان ہے۔ ہمارے رسول مقبول محمد ﷺ نے یہودیوں کی پیہم غداریوں کے باوجود میثاق مدینہ میں مندرج نوازشات ان پر کیں۔ انہوں نے خود آخر کار اپنے کو اس کا اہل نہ رہنے دیا۔ عیسائی وفد کو مسجد نبوی میں عیسائی عبادت کی خود پیشکش کی۔ جب مسلمانوں کو یروشلم میں اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا تو وہاں کے اسقف اعظم یعنی عیسائی چرچ کے ہیڈ کی پیشکش پر کہ حضرت عمر خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ ان کے گرجا میں نماز ادا کریں، آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے آج یہاں نماز پڑھ لی تو مجھ کو ڈر ہے کہ جو مراعات میں نے تم کو دی ہیں اور اس گرجا پر پورا تمہارا اختیار تسلیم کیا ہے آئندہ آنے والے مسلمان اس بہانہ پر تم کو محروم نہ کر دیں کہ اس جگہ ہمارے خلیفہ نے نماز ادا کی تھی اس لئے یہ ہماری متبرک جگہ بن گئی۔ رسول اکرم ﷺ نے بعض عیسائی علاقوں میں خود گرجوں کی حفاظت کی تحریری ضمانت مرحمت فرمائی۔ جب حملہ آور دشمن کے خلاف فوجی کارروائی کی ضرورت پیش آتی تو راستے میں نہ کوئی درخت کاٹتے، نہ کسی باغ کو اجاڑنے دیتے۔ راستہ اس طرح طے فرماتے کہ دوسرے مسافروں کو دقت پیش نہ آئے۔ پانی کے چشموں پر اگر مسلمانوں کا قبضہ ہو جاتا تو دشمن کو پانی لینے کی اجازت اسی طرح ہوتی جیسے مسلمان پانی لے رہے ہوتے۔ عرب دشمن کی نعشوں کا خاص طور پر سرداروں کی نعشوں کا مثلہ کیا کرتے تھے آپؐ نے اس کی ممانعت فرمائی حالانکہ خود آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کا جنگ احد میں مثلہ کیا گیا تھا۔ جنگ خندق (احزاب) میں دشمنوں کا ایک سردار مر کر خندق میں گر گیا۔ انہوں نے اس کو حفاظت سے اٹھانے کے لئے رقم کی پیشکش کی۔ آپؐ نے فرمایا بغیر کسی رقم کے اس کو نکال لو۔ مر کر دوست دشمن کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ انسانی جسموں کا سودا کیوں؟۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ لشکروں کی روانگی پر ان کو جن باتوں کی تلقین فرماتے ان میں عبادت گاہوں، خانقاہوں، راہبوں کی حفاظت کا حکم دیتے اور بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرماتے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ میں یہ معلوم ہونے پر کہ کسی علاقہ میں دشمن کے حملہ کرنے پر دفاع کے لئے وقتی طور پر پیچھے ہٹنا ناگزیر ہو گیا تھا حکم بھجوایا کہ وہاں سے نکلنے سے پہلے وہاں کے باشندوں سے جمع کیا ہوا جزیہ (ٹیکس) کی رقمیں ان کو واپس کر دی جائیں۔ جب تم ان کا دفاع نہیں کر سکتے تو ان کے ٹیکسوں کو اپنے پاس رکھنے کا حق بھی اب تم کو نہیں رہا۔ تاریخ عالم سے انسانی حقوق کی حفاظت کی ایسی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

بعد کے مسلمانوں کا ریکارڈ بھی دوسروں سے بدرجہا بہتر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسپین اور بعض دوسرے علاقوں کے مقامی باشندوں نے مسلمان کمانڈروں کو خود درخواستیں بھجوائیں کہ وہ آئیں اور ان کے اپنے ظالم بادشاہوں سے ان کو نجات دلوائیں۔ یہ مثال بھی صرف تاریخ اسلامی کا طرہ امتیاز ہے کہ ایک شخص ایک ملک میں بطور غلام اپنے آقا کے ساتھ داخل ہوا اور تخت شاہی پر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ ہندوستان میں تو خاندان غلاماں کا باب تاریخ کی زینت ہے۔ دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی ممالیک جو دراصل غلام تھے ترقی کرتے کرتے وہاں کے بادشاہ بنے۔ مصر کا عظیم بادشاہ ظہیر الدین بیبرس بھی ممالیک میں سے تھا۔ یہ اسلام کی برکت تھی کہ اسپین پر بھی ایک سنہری دور آیا جبکہ یہ ملک یورپ میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور خوشحال سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی دور میں افریقہ کے باشندوں نے بھی دنیا کی تاریخ میں اپنا مقام پیدا کیا۔ یہاں کے ایک بربری غلام طارق بن زیاد نے پہلی اسلامی سلطنت قائم کی اور بعد میں المواحدون اور المرابطین نے سینیگال اور شمال مغربی افریقہ مراکو سے آکر اسلامی حکومت کو سہارا دیا اور پھر اپنی حکومتیں بھی قائم کیں اور لوگوں کو امن و امان نصیب ہوا۔ ورنہ پہلے تو افریقہ کے جنوب سے مصر، یونان اور روما میں غلام ہی جایا کرتے تھے۔ یا پھر سولہویں سترھویں اور اٹھارھویں صدیوں میں کثرت سے افریقہ سے نیگرو غلام امریکہ لے جائے گئے۔ جبکہ یہی افریقی اسلامی دور میں اس قدر مہذب و متمدن ہو گئے تھے کہ انہوں نے پہلے گیارھویں صدی میں قدیم گھانا کی سلطنت کی باقیات کو مجتمع کر کے مضبوط حکومت قائم کی۔ پھر ٹمبکٹو کے پاس مالی کی عظیم سلطنت قائم ہوئی جس کا کئی صدیوں تک ڈنکا بجتا رہا تھا۔ وہاں کا بادشاہ منسی موسیٰ جب حج کرنے گیا تو راستے میں حجاز مقدس میں اس قدر سونا خیرات کیا کہ ایسا اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ مشرقی منڈیوں میں سونے کا بھاؤ گر گیا۔ اس کے بعد شنگھائی کی سلطنت قائم ہوئی۔ انیسویں صدی میں

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

خطبہ جمعہ

روزے کا مقصد نماز ہے اور نمازوں کی حالت کو درست کرنا ہے

اگر روزے میں نمازیں سنور جائیں تو روزہ نماز کا معراج اور نمازیں روزے کا معراج بن جاتی ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۶ر جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۶ر صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِی عَنّی فَاِنّی قَرِیبٌ. اُجِیبُ دَعوَةَ الدّاعِ اِذَا دَعَانِ.

فَلیَستَجِیبُوا لِی وَلیُومِنُوا بِی لَعَلّهُم یَرشُدُونَ۔(البقرہ: ۱۸۷)

اس آیت کریمہ سے متعلق خطبات کا سلسلہ جاری ہے اور ترجمہ اس کا پھر میں دہراتا ہوں کہ جب تجھ سے (یعنی اے محمد رسول اللہ ﷺ) میرے بندے سوال کریں میرے بارے میں فَاِنّی قَرِیبٌ میں قریب ہوں اُجِیبُ دَعوَةَ الدّاعِ اِذَا دَعَانِ. میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے بلائے فَلیَستَجِیبُوا لِی وَلیُومِنُوا بِی لَعَلّهُم یَرشُدُونَ پس چاہئے کہ وہ میری باتوں کی استجابت میں جلدی کریں کیونکہ میں قریب ہوں اس لئے، یہ معنے اس میں شامل ہیں کہ ،وہ بھی میری استجابت میں یعنی میری باتوں کا ہاں میں جواب دینے میں اور ان پر عملدر آمد میں جلدی کریں۔ وَلیُومِنُوا بِی لَعَلّهُم یَرشُدُونَ اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔

یہ جو دن ہیں رمضان کے، آج کل کے دن یہ اب تیزی سے گزر رہے ہیں اور رمضان اپنے اواخر کی طرف الٹ پڑا ہے۔ اس پہلو سے اس جلدی کا مضمون اور بھی زیادہ واضح ہو جانا چاہئے کہ یہ دن اب تھوڑے ہیں جن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ اگر تم جلدی میری باتوں کو قبول کرو گے تو میں قریب کھڑا ہوں تمہیں فوری جواب ملے گا۔ تو اس فوری جواب کا وقت جیسا کہ رمضان گزرنے کا تعلق ہے کم ہوتا جا رہا ہے لیکن ویسے یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ آیت ہمیشگی کا مضمون رکھتی ہے۔ رمضان کے لئے ایسی خاص نہیں کہ اس کے بعد اس میں اس کا مضمون اطلاق نہ پائے۔ لیکن جو رمضان میں قرب کا مضمون ملتا ہے ویسا اور کسی مہینے میں دکھائی نہیں دیتا۔ اسی لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے رمضان میں بہت زور دیا ہے کہ رمضان کا حق ادا کرو کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ ایسا مہینہ پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ جو بھی اس مہینے میں کر گزرنا ہے نیکیوں کے لحاظ سے وہ کر گزرو۔ جو کچھ تمہارے لئے ممکن ہے اختیار کرو۔ یہ تھوڑے سے تو دن ہیں اَیَاماً مَعدُودَاتٍ۔ رمضان بھی اَیَاماً مَعدُودَات ہی ہیں، چند دن کی بات ہے، ان دنوں میں جو کچھ محنت ممکن ہے وہ کر لو لیکن اس محنت کا تعلق دل کے خلوص سے ہے۔ اگر خلوص دل نہ ہو تو پھر یہ محنت بے کار ہے۔ یہ مضمون ہے جس کو میں احادیث نبوی کے حوالے سے آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔

ایک حدیث یا غالباً بہت سی ایسی احادیث ہونگی جن کو دہرایا جائے گا لیکن کوشش کر کے ایسی حدیثیں بھی ہم تلاش کر رہے ہیں جو پہلے دہرائی نہ گئی ہوں۔ لیکن جو دہرائی جاتی ہیں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا بار بار کی نصیحت کا تقاضا ہے کہ وہ دہرائی جائیں اور ہر رمضان میں ایک نسل گزر جاتی ہے، ایک نئی نسل آجاتی ہے اس لئے ان کا بھی حق ہے کہ ان کے سامنے بھی وہ باتیں بار بار پیش کی جائیں۔

"روزہ آگ دور کرتا ہے"۔ ایک یہ حدیث ہے جو سنن الدارمی کتاب الجہاد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے مابین ستر خریف کا فاصلہ کر دیتا ہے۔ فضل چاہتے ہوئے روزے رکھتا ہے اِبتِغَاء وَجه اللّٰه کا یہ ترجمہ ہے فضل چاہتے ہوئے۔ وَجهُ اللّٰه کا اصل معنی تو ہے خدا کا چہرہ، خدا کی توجہ، جو اپنی طرف خدا کی توجہ کرنے کی خاطر کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف پھر جائے، تمام تر توجہ اس کی طرف مبذول ہو جائے جو اس نیت کے ساتھ روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ "بَاعَدَ اللّٰهُ بَینَ وَجهِه وَ بَینَ النّارِ سَبعِینَ خَرِیفًا" اس کے اور آگ کے درمیان ستر خریف کا فاصلہ کر دیتا ہے۔

اب اللہ کا چہرہ ایک ایسی چیز ہے جسے یاد رکھنا چاہئے تھا۔ ترجمے میں فضل ترجمہ ہوا ہے حالانکہ چہرے کے مقابل پر چہرہ رکھا گیا ہے۔ فرمایا تم اللہ کا چہرہ چاہو گے تو اللہ کے چہرے والے کو پھر آگ چھو نہیں سکتی، اس کے چہرے کو آگ چھو نہیں سکتی۔ یہ ناممکن ہے۔ جسے اللہ کا چہرہ نصیب ہو جائے اس کے چہرے کو آگ کیسے چھو سکتی ہے۔ یہ مضمون تھا جس کو ترجمے میں ذرا دھیما کر دیا گیا۔ فضل اس کا ترجمہ جائز ہے مگر یہاں جس خوبصورتی کے ساتھ حدیث نے ایک وجہ کو دوسرے وجہ کے ساتھ ملایا ہے اسے اسی طرح رہنے دینا چاہئے تھا۔ وجہ کو وجہ ہی رہنے دینا چاہئے تھا۔ اب ستر خریف کا فاصلہ یہ کیا چیز ہے؟ خریف گرما اور سرما کے درمیان کے زمانے کو کہتے ہیں یعنی سردیوں اور گرمیوں کے درمیان ایک زمانہ آتا ہے جو ان دونوں کو ملنے سے روکتا ہے، بیچ میں حائل ہو تو سردیاں گرمیوں سے نہیں مل سکتیں۔ تو ناممکن ہے کہ دونوں ایک ہی جیسے موسم گزر جائیں یعنی سردیاں بھی اور گرمیاں بھی۔ بیچ میں ایک موسم حائل ہو جاتا ہے۔ لیکن لفظ ستر کو خصوصیت سے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

فرمایا ستر خریفوں کا فاصلہ، اب ستر خریفوں کا فاصلہ ویسے تو تصور میں نہیں آسکتا کہ ایک خریف نہیں، دو نہیں، تین نہیں، ستر خریف ہیں۔ لیکن معاملہ اس سے زیادہ آگے ہے۔ کیونکہ ستر کا لفظ عربی میں زمانے کے بیشمار ہونے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ ستر کا لفظ قرآن کریم سے اور احادیث سے ثابت ہے یہ محض عدد ستر پر اطلاق نہیں پاتا بلکہ ایک لامتناہی زمانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس لفظ ستر کو خصوصیت کے ساتھ ان معنوں میں آپ پیش نظر رکھیں کہ مراد یہ ہے کہ ناممکن ہے۔ کوئی صورت ایسی نہیں کہ یہ چہرہ آگ دیکھ سکے۔ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہم سب کو اللہ کا یہ چہرہ دکھا دے۔ جس چہرے کو خدا اپنا وہ چہرہ دکھا دے جو اس نے محمدؐ رسول اللہ کو دکھایا تھا اس چہرے پر آگ حرام ہو جاتی ہے۔ ناممکن ہے کہ اسے آگ چھوئے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں روزہ گناہوں کو یکسر مٹا دیتا ہے۔ نذر بن شیبانؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ نذر بن شیبانؓ کہتے ہیں میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا تھا۔ یہ کیا خیال آیا ان کو، معلوم ہوتا ہے کوئی یہ روایت عام ہوئی ہو گی اور اس کا چرچا انہوں نے سنا ہو گا اور وہ چاہتے ہونگے کہ میں ان کی زبان سے خود سن لوں۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا ہاں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنے تم پر فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیا پس جو کوئی ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل آتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔

یہ وہی حدیث ہے جو گزشتہ سال بھی میں نے بیان کرتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ "ثواب کی نیت سے روزے رکھے" کا ترجمہ درست نہیں ہے۔ یہ رواجی ترجمہ ہے۔ اور ثواب کی نیت سے ہی روزے رکھے جاتے ہیں۔ کبھی میں نے کسی کو گناہ کی نیت سے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس ثواب کی نیت سے روزے رکھنا احتساب کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔ جو روزے اس لئے رکھے کہ اپنے نفس کا احتساب کرے اور باریک نظر سے اپنے اعمال کا جائزہ لے کہ ان میں کہیں کسی قسم کی غیر اللہ کی ملونی تو داخل نہیں ہو رہی۔ یہ ترجمہ اگر کیا جائے تو پھر باقی مضمون بالکل ٹھیک بنتا ہے۔ ایسا شخص جب رمضان سے گزرے گا تو گویا اسے نئی زندگی ملی ہے جیسے ماں نے اسے جنم دیا ہے۔ پس اس پہلو سے یاد رکھیں جو الفاظ ہیں وہ یہ ہیں مَن صَامَهٗ وَ قَامَهٗ اِیمَاناً وَ اِحتِسَاباً یہ لفظ احتساب ہے جس کا ترجمہ ہمارے تراجم میں غلط رنگ میں رائج کیا گیا ہے۔ اور اس کو احتساب سمجھنا ضروری ہے ورنہ ان کے بعد کیَوم

وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ کے الفاظ نہیں آسکتے۔ احتساب ہی ہے جو انسان کو ایسا پاک صاف کر سکتا ہے کہ گویا اس کی ماں نے اسے نیا جنم دیا ہے۔

اب یہ جو خیال تھا کہ رمضان میں ہر ایک کے اوپر زنجیریں کس دی جاتی ہیں اور شیطان کو راہ نہیں ملتی کہ مومنوں میں دخل اندازی کر سکے میں نے بتلایا تھا کہ یہ مضمون ہرگز نہیں ہے۔ اللہ کے بندے زنجیروں میں کسے جاتے ہیں یعنی وساوس کے معاملے میں، شیطانی خیالات کے معاملے میں وہ خدا کے قیدی ہو جاتے ہیں اور وساوس ان کو چھو نہیں سکتے۔ یہی مضمون اس حدیث سے ثابت ہے کہ منافقین کا رمضان وہ زنجیریں لے کر نہیں آتا، منافقین اسی طرح کھلے ہوتے ہیں اور جو چاہیں شرارتیں کرتے پھریں بلکہ رمضان میں ان کی شرارتیں پہلے سے بڑھ جایا کرتی ہیں۔ یہ مضمون ہے جو اس حدیث میں یوں بیان ہوا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہو یعنی تمہارا یہ مہینہ تم پر سایہ ڈال دے۔ یہ سایہ فگن ہونے کے بعد ابوہریرہؓ رسول اللہ کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہوئے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا حلفی ارشاد ہے کہ مومنوں کے لئے اس سے بہتر مہینہ کوئی نہیں گزرا۔ اس لئے میں نے شروع میں تمہید میں کہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر مہینہ مومن کے لئے متصور ہو ہی نہیں سکتا اور منافق کے لئے اس سے برا مہینہ اور کوئی نہیں گزرا۔ پس اگر شیطان سب کے لئے قید ہو تو منافق کے لئے بھی قید ہونا چاہئے۔ صاف ظاہر ہے کہ رمضان میں اس کا شیطان اور بھی پر پُرزے نکالتا ہے اور پہلے سے زیادہ بڑھ کر شرارتیں کرتا ہے۔

اس مہینے میں داخل کرنے سے قبل ہی اللہ عزوجل مومن کے اجر اور نوافل لکھ دیتا ہے۔ 'داخل ہونے سے قبل ہی لکھ دیتا ہے' مراد یہ ہے کہ اس کا مقدر ہی نیکی ہے اس کے سوا کچھ ہو نہیں سکتا۔ جو سچے دل سے ایمان لاتے ہوئے اس مہینے میں داخل ہوگا گویا اسکا اجر پہلے سے لکھا گیا ہے اس کو اپنے اجر کے بارے میں شک کی ضرورت نہیں۔ جبکہ منافق کے گناہوں کا بوجھ اور بدبختی لکھ دیتا ہے۔ یعنی منافق پر بھی یہ بات لکھی جاتی ہے کہ اس مہینے سے گزر کے تم پہلے سے زیادہ بدبخت ہو جاؤ گے۔ کیونکہ نیکی کا موقع پاؤ گے اور ہاتھ سے کھو دو گے۔ پس تمہاری بدبختی پہلے سے زیادہ بڑھ جائے گی۔ فرمایا اس طرح کہ مومن مالی قربانیوں کے لئے اپنی طاقت تیار کرتا ہے اور منافق غافل لوگوں کے اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے۔

اب یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ، غافل لوگوں کے اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے، رمضان کے مہینے میں واقعۃً بعض منافقین اس کھوج میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی شخص روزہ تو رکھتا ہے مگر فلاں عیب رکھتا ہے کوئی شخص بظاہر عبادت کر رہا ہے مگر فلاں عیب بھی رکھتا ہے اور عجیب بات ہے کہ اس مہینے میں اس مضمون کے خطوط بھی مجھے ملتے ہیں۔ بلا استثناء ہمیشہ اس مہینے میں ضرور ایسے خطوط ملتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث پر گواہ ہو جاتے ہیں۔ بالکل سچ فرمایا۔ ایسے بدنصیب لوگ ہیں کہ اپنے حال کی فکر نہیں مگر مومنوں کی نیکیوں پر حسد کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان میں عیوب ڈھونڈیں، ان میں ناسور ڈالنے کی کوشش کریں اور رمضان کے مہینے میں اس میں تیزی آجاتی ہے۔

اب مالی قربانیوں کے متعلق جہاں تک جماعت کو علم ہے خصوصیت کے ساتھ رمضان میں مالی قربانی کا حکم ہے اور مومنین ضرور کرتے ہیں اور انہی مالی قربانیوں کے متعلق کیڑے ڈالنے کے خطوط ملتے ہیں۔ دیکھ لیا جی ہم نے فلاں شخص کو، بڑا مالی قربانی کرتا پھرتا ہے لیکن یہ کمزوری پائی جاتی ہے، وہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ پس فرمایا یہ حالت مومنوں کے لئے غنیمت ہے اور فاجر کے لئے اس کا فجور بڑھانے میں مددگار ہے۔ پس اتنا ہی کہنا کافی ہے مزید تفصیلات میں میں نہیں جانا چاہتا۔ استغفار سے کام لیں اور اس مہینے میں لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کی کوشش بالکل بند کر دیں۔ اگر کوئی عیب تلاش کرتا ہے اور اس کا تذکرہ کرتا ہے اس کو کہہ دینا چاہئے کہ تم شیطان کے غلبے کے نیچے ہو، تم عباداللہ میں لکھے جانے کے لائق نہیں اس لئے مجھے الگ چھوڑ دو۔ اس مہینے میں خصوصیت کے ساتھ ایسے لوگوں سے پرہیز کریں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں سے ایک یہ ہے کہ رمض تپش کو کہتے ہیں۔ یہ آپ کی تحریر ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ رمضان یعنی دو گرمیاں۔ رمضان، رمض یعنی گرمی کو کہتے ہیں یہ نام اسی لئے رکھا گیا کہ رمضان گرمی کے مہینے میں شروع ہوا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ غلط بات ہے۔ دو گرمیاں ایک اور مضمون اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کا گرمی کے مہینے میں شروع ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر جب میں نے تحقیق کی کہ رمضان کب شروع ہوا تھا تو سردیاں بنتی تھیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات مجھے یقین تھا کہ اسی طرح ثابت ہو گی۔ رمضان کا آغاز سردیوں میں ہوا ہے گرمیوں میں ہوا ہی نہیں۔

پس آپ فرماتے ہیں، اس لئے روحانی اور جسمانی تپش مل کر رمضان ہوا۔ یعنی جسمانی طور پر انسان بھوک پیاس کی شدت برداشت کرتا ہے اور جدوجہد بہت کرتا ہے رمضان میں یہ اس کے لئے ایک حرارت ہے اور روحانی طور پر اس کی روح میں غیر معمولی طور پر گرمی پائی جاتی ہے اور بڑے جوش کے ساتھ اپنے رب کی طرف لپکتی ہے پس یہ دو گرمیاں ہیں جو مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔ اب "اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں"، اس کا مطلب یہ ہے کہ سخت دلوں کو پگھلانے کے لئے رمضان کو ایک خاص مزاج عطا ہوا ہے۔ اور امر واقعہ یہی ہے کہ بہت سے سخت دل جو عام دنوں میں نرم نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو پگھلتا ہوا محسوس نہیں کرتے رمضان میں بعض ایسی راتیں آتی ہیں کہ بے اختیار ان کے دل خدا کے حضور سجدوں میں پگھل کر بہنے لگتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ "رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں" یہ بے تعلق نہیں بلکہ حقیقتاً ہم نے اس کو ایسا ہی دیکھا ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسبتاً لمبے اقتباسات میں سے میں کچھ پڑھ کے سناتا ہوں۔ ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳۔ "تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزے کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے"۔ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یہ مضمون وہی ہے۔ رمضان کو جو دیکھے وہ اس میں روزہ رکھے۔ شَهِدَ کا مطلب ہے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تشریح فرمائی ہے جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ پس تم میں سے وہی ہے جو رمضان کو دیکھتا ہے، جو رمضان کو دیکھتا ان معنوں میں ہے کہ اس میں داخل ہو کر اپنی آنکھوں سے گواہی دے سکے، اپنے دل سے گواہی دے سکے یہ تو میرا ایسا ملک ہے جس میں جا چکا ہوں اور اس کے حالات کو جانتا ہوں۔

"روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں"۔ پس رمضان کے مہینے میں کھانے میں زیادتی رمضان کا حق ادا نہیں کرتی بلکہ رفتہ رفتہ کھانے میں کمی رمضان کا حق ادا کرتی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شروع میں تو بھوک نہیں لگتی اس وقت میں اسلئے نسبتاً کم کھاتے ہیں اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا جاتا ہے وہ زیادہ کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخری دنوں میں تو رمضان ان کو پتلا کرنے کی بجائے موٹا کر جاتا ہے۔ یہ جسم کی فربہی دراصل نفس کی فربہی بھی ہو سکتی ہے۔ اسلئے عام طور پر بھولے پن میں، لاعلمی میں لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "تزکیہ نفس ہوتا ہے جو کم کھانے سے زیادہ ہوتا ہے"، پس جتنا آپ کم کھانے کی طرف متوجہ ہونگے اتنا ہی رمضان آپ کے لئے فائدہ بخش ہوگا۔

"اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں" یعنی خدا تعالیٰ کو انسان مختلف صورتوں اور صفات میں دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ کشفی قوتوں کا لفظ بہت بامعنی تو ہے ہی مگر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کو ویسے ہی دماغ کی خرابی سے یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ کشف دیکھ رہے ہیں یا نیند کے غلبے کی وجہ سے ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی اور اپنے خیالات کو ہی کشف بنا لیتے ہیں۔ رمضان میں کشوف کا جو کم کھانے سے تعلق ہے یہ بالکل اور چیز ہے۔ اس کا نفسانی خواہشات اور اپنے دل کے خیالات سے کوئی بھی تعلق نہیں اور مضمون بتاتا ہے کہ وہ کشف حقیقی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا یا دل کا واہمہ تھا۔ دل کے توہمات میں ربط کوئی نہیں ہوتا، دل کے توہمات میں ایسی سچائی اور پاکیزگی نہیں ہوتی جو انسان کو گناہوں سے دور پھینک دے۔ پس کشف کا احساس کافی نہیں، کشف کا مضمون ضروری ہے۔ کہ کشف میں وہ مضمون ہو جو تقویٰ کا مضمون ہے۔ اگر تقویٰ کا مضمون ہے تو انسان کو یہ کہنے کی ضرورت

SATELLITE WAREHOUSE

MTV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat

We deal with systems available for all satellites in the world.

Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,

Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available

We accept credit cards

Call for competitive prices

Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited

Unit 1A- Bridge Road, Camberley

Surrey GU15 2QR ENGLAND

Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

بھی نہیں کہ میں نے کشف دیکھا ہے۔ اگر تقویٰ کا مضمون ہوگا تو کشف دیکھنے والا اپنے کشف کو چھپا لے گا اور اس کے تذکرے نہیں کرے گا۔ پس رمضان میں یہ ساری شرطیں اکٹھی پائی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الفاظ کو غلط معنے پہنا کر آپ میں سے کئی گمراہ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ خیال کر کے کہ ہم بڑے صاحب کشف بن گئے رمضان میں، لوگوں سے تذکرے شروع کر دیں کہ یوں مجھے ہلکا سا جھونکا آیا میں نے کشف میں یہ دیکھ لیا یہ ساری باتیں بتانے کا جتنا شوق ہوگا اتنا ہی آپ کا کشف جھوٹا ہوگا۔ لیکن سچے کشوف میں بعض دفعہ دوستوں اور عزیزوں کے متعلق خبر دی جاتی ہے اور وہ خبریں ایسی ہوتی ہیں جو سچی نکلتی ہیں۔ پس ان خبروں کا تذکرہ کرنا تقویٰ کے خلاف نہیں اور ان کشوف کو جھوٹا قرار نہیں دیتا۔ "پس خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزے دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے"۔

پھر روزے اور نماز کی عبادتوں میں ایک فرق بیان فرمایا ہے۔ "روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوزو گداز پیدا ہوتا ہے اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں پیدا ہو سکتی ہے"۔ یہ وہی بات ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کشوف تو ہوتے ہیں مگر کشوف میں ایک نفس کا دھوکہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ جوگی بھی جو ریاضتیں کرتے ہیں وہ کشوف دیکھتے ہیں لیکن ان کشوف کا بنی نوع انسان کی بھلائی اور نیکی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ عجیب و غریب کشوف ہیں جن کے تفصیلی تذکرے کی یہاں ضرورت نہیں مگر جوگیوں نے کبھی دنیا میں پاکیزگی نہیں پھیلائی۔ کبھی دنیا میں کسی مذہب کے جوگیوں نے بنی نوع انسان کی روحانی حالت تبدیل نہیں کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام متوجہ فرما رہے ہیں کہ روزے کے کشوف میں بعض دفعہ جوگیوں والی کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے ۔لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں شامل نہیں۔

اب یہ دیکھیں کہ نماز کو روزے سے افضل قرار دیا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ روزہ سب سے افضل ہے۔ روزے کی جزاء اللہ ہے۔ اس میں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ روزہ بمقابل نماز نہیں ہے بلکہ روزے کا مقصد نماز ہے اور نمازوں کی حالت کو درست کرنا ہے۔ پس اگر روزے میں نمازیں نہ سنوریں تو روزہ بے کار ہے۔ اگر روزے میں نمازیں سنور جائیں تو روزہ نماز کا معراج اور نمازیں روزے کا معراج بن جاتی ہیں۔ پس اس میں تفریق نہ کریں ورنہ مضمون بالکل بگڑ جائے گا۔ حقیقت میں روزے کے دوران جتنی نمازیں سنوریں گی اتنا ہی روزے کا آپ پھل پائیں گے اور اس حد تک سنور جانی چاہئیں کہ گویا آپ کو خدا نظر آ گیا اور گویا اللہ آپ کو دیکھنے لگا۔ یہ صورتیں ہیں جو درحقیقت روزے کی افضلیت میں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۳۳ پر فرماتے ہیں: "خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقات، حج اور اسلامی دشمن کا رد اور دفع خواہ وہ سیفی ہو خواہ قلمی ہو"۔ یہ پانچ مجاہدات ہیں جو مسلمان پر فرض ہیں۔ پہلی نماز، پھر زکوٰۃ، صدقات اس کے ذیل میں آتے ہیں چوتھا حج اور پانچواں جہاد خواہ وہ سیفی ہو خواہ وہ قلمی ہو۔ فرمایا "یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔ یعنی ایسا نہیں چاہئے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ نفلی روزے کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے"۔

اب رمضان کے آنے پر کتنے دل خوش ہوتے ہیں اور کتنے دل غمگین ہوتے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں ہر انسان جو اپنا جائزہ لے گا اس کو محسوس ہوگا کہ رمضان کے آنے پر ویسی خوشی نہیں ہوتی شروع میں جیسی کہ رمضان کے آنے کا حق ہے بلکہ لوگ گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ پس اس عبارت کو سننے کے بعد یہ خیال نہ کریں کہ وہ منافقین ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بوجھ اٹھانے سے پہلے دل میں خوف ضرور پیدا ہوتا ہے اور انسان رمضان میں داخل ہونے سے پہلے ڈرتا ہے کہ میں اس کے تقاضے پورے کر سکوں گا یا نہیں کر سکوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے تقاضے آسان فرما دیتا ہے۔ اس لئے جب میں یہ عبارت پڑھوں گا تو بعض لوگ ڈر کے یہ نہ سمجھیں کہ ان کی حالت منافقانہ ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ ہمیشہ رمضان کی ذمہ داریوں کا خوف، رمضان کی آمد کے وقت شروع ہو جاتا ہے اور انسان شروع میں کچھ گھبراتا ہے کہ دیکھوں مجھ پر کیا گزرے گی لیکن اللہ تعالیٰ سچے بندوں کے لئے رمضان کو آسان فرما دیتا ہے اور پھر بشاشت کے ساتھ انسان رمضان میں سے گزر جاتا ہے۔ اس تمہید کے بعد میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس پڑھتا ہوں۔

"وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزے رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے"۔ جو شخص اس بات پر خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا اگر بیماری اس کے راستے میں حائل ہو جائے وہ روزہ نہ رکھ سکے تو آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ "لیکن اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہلِ دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں"۔

اب جو حقیقی بہانہ جُو ہیں جن کا دل سچ مچ رمضان کی آمد سے خوش نہیں ہوتا ان میں اور سچے مومنوں میں جو دل سے رمضان کو برا نہیں جانتے اس کے فیوض سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں یہ نمایاں فرق ہے کہ سچے لوگ جب رمضان میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح بھی بَن پڑے وہ روزہ رکھیں اور بیماریوں کے بہانے ان کی راہ میں حائل نہ ہوں۔ اور جو بہانہ جُو لوگ ہیں جو رمضان کی آمد سے خوش نہیں ہوتے ان کے نفس کے بہانے تیزی دکھانے لگتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے جب میں روزہ رکھوں تو چھینکیں شروع ہو جاتی ہیں۔ کوئی سمجھتا ہے کہ اس کے پیٹ میں خرابی ہو جاتی ہے، کسی کو سر درد ہو جاتی ہے، کسی کو اور بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ غرضیکہ وہ روزمرہ کی بیماریاں جو اس کو لاحق ہوتی ہی رہتی ہیں وہ رمضان کے سر جڑ تا ہے اور کہتا ہے کہ اب تو میں خدا کا حکم مانوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو روزہ نہیں رکھ سکتا بیماریوں کی وجہ سے وہ نہ رکھے تو کون ہے مجھے حکم دینے والا میں تو خدا کا حکم مانوں گا۔ لیکن جب ان کا باقی سال آپ دیکھیں گے تو اس میں بھی نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ زندگی بھر محروم رہتے ہیں ورنہ کم سے کم باقی وقت تو رکھیں۔ جو واقعۃً سچے عذر کی وجہ سے رکتے ہیں، اللہ کی خاطر رکتے ہیں وہ باقی سال میں ضرور رکھتے ہیں اور یہ لوگ اپنی عمر گنوا دیتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریرات کو غور سے پڑھیں تو ہمارے لئے بہت سے باریک مسائل کو آپ کھولتے چلے جاتے ہیں۔ "لیکن جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شے ہے"۔ پس روزے سے محرومی کے نتیجے میں اگر دردِ دل ہو تو ایک بہت ہی اعلیٰ نشان ہے اس بات کا کہ واقعۃً تمہاری روزوں سے محرومی تمہیں ثواب سے محروم نہیں رکھے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایسے دردِ دل والے کو عام روزہ رکھنے والے کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔

اب ایسے بہت سے وجود ہمارے علم میں ہیں یعنی اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ روزہ نہ رکھنے کی بے قراری ان کو بے چین کرتی ہے اور وہ دعائیں کرتے ہیں، دعائیں کرواتے ہیں۔ اس سلسلے میں کئی ایسے احباب و خواتین ہیں جن کو میں جانتا ہوں کہ روزہ نہ رکھنے کے نتیجے میں کس قدر ان کے دل میں کرب پایا جاتا ہے۔ "جبکہ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں"۔ اب اپنا حال بیان فرماتے ہیں، "جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا اور انہوں نے کہا کہ تم نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل"۔ اب اللہ نے نظر فرمائی اور ایک طائفہ انبیاء کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتا ہے اور لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ کا مضمون بیان فرما رہا ہے۔ یہ مضمون ہے جو عین قرآن کے مطابق ہے کہ تو نے اپنے نفس کو کیوں اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔

پس یہی نہیں کہ آپ اپنے نفس پر رحم کریں جو لوگ آپ اپنے نفس پر رحم نہیں کرتے ان پر اللہ رحم کرتا ہے اور لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ کی تکرار ہر جگہ انہیں معنوں میں پائی جاتی ہے۔ پس اپنی حالت پر خود رحم نہ کریں یہ بڑی بے رحمی ہوگی۔ اگر آپ اپنی حالت پر رحم کریں گے تو اس سے بڑی بے رحمی آپ اپنے آپ سے نہیں کر سکتے۔ کوشش کریں کہ جس حد تک ہو آسانی اور سہولت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں مگر اپنے پر رحم کھانے کی وجہ سے نیکیوں سے محروم نہ ہوں۔ ایسی صورت میں اللہ آپ پر رحم فرمائے گا اور بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔ اب یہ دیکھیں اس کا دنیاوی طور پر نقصان اور کیا ہوگا۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "یہ لوگ ہیں کہ تکلف میں اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں اس لئے خدا ان کو دوسری مشقتوں میں ڈالتا ہے"۔ اور یہ بھی بہت ہی دائمی حقیقت ہے۔ ایسے لوگ جو مومنوں میں سے کہلاتے ہوں اور ایمان کے لحاظ سے مومن ہی کہلائیں گے مگر بے وقوفی میں ان کو یہ علم نہیں کہ کونسا سچا سودا ہے کون سا جھوٹا سودا ہے۔ وہ اپنے نفس پر رحم کر کے مشقتوں سے بچتے ہیں لیکن دوسری مشقتوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے کم سے کم اتنی خوشخبری ضرور ہے کہ وہ مشقتوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا کفارہ ہو جاتا ہے لیکن اگر اللہ چاہے تو۔ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن کا کوئی کفارہ نہ ہو صرف ایک سزا ہو۔ تم میری مشقت سے بھاگتے تھے اب اپنا حال دیکھو کہ کیسی کیسی مشقتوں میں ڈالے جا رہے ہو۔

یہ دستور اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ سے ہمیشہ سے واضح ہے اور ہمیشہ سے صاف دکھائی دیتا ہے اور بہت سے لوگ ان مشقتوں کو دیکھنے کے بعد پھر گھبرا کر واپس لوٹتے ہیں۔ پس مشقتوں میں ڈالنا بے سبب بھی نہیں، محض سزا نہیں بلکہ توبہ کے لئے توجہ کو مبذول کرانے والی بات ہے۔ بکثرت میں ایسے دوستوں کو جانتا ہوں جنہوں نے چندوں میں سہولت حاصل کرنے کے لئے نفس کے بہانے بنائے، قربانیوں میں سہولت حاصل کرنے کے لئے نفس کے بہانے بنائے اور بہت سے امور میں نفس کے بہانے بنائے یہاں تک کہ ان کی زندگیاں مشقتوں سے لد گئیں۔ اتنی مشقتیں آ پڑیں کہ انہوں نے گھیراؤ کر لیا اور ان کی کمریں دوہری ہو گئیں۔ پھر ایک دن ان کی آنکھ کھلی اور یہی مشقتیں ان کے لئے رحمت کا موجب بن گئیں۔ انہوں نے اچانک سوچا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ یہ زندگی تو بالکل بے کار ہوتی چلی جا رہی ہے۔ مصیبتوں سے ہم بچ نہیں رہے بلکہ مصیبتیں سہیڑ رہے ہیں۔ اور جب انہوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ سے ہم اپنے نفس کے لئے کوئی بہانہ نہیں بنائیں گے ان کی زندگی کی کایا پلیٹ گئی۔ اور کثرت سے ایسے ہیں جنہوں نے پھر مجھے لکھا کہ ان حالات میں ہم نے مشقت ٹالنے کی کوشش کی تھی لیکن مشقت کو ٹال نہیں سکے۔ اب جب خدا کی خاطر مشقت قبول کرنے کے لئے آگے بڑھے ہیں تو مشقت آگے آگے بھاگ رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ہم مشقت سمجھتے تھے وہ مشقت تھی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان راہوں کو خود آسان فرما دیتا ہے اور کتنے بد نصیب ہیں جو اس بات کو جانتے نہیں، اس سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ خدا کی خاطر مشقتوں سے بھاگیں گے تو مشقتیں آپ کے پیچھے پڑ جائیں گی۔ پس آج کے رمضان میں یہ عہد کریں کہ ایسا نہیں کریں گے۔ خدا کی مشقتوں کو Chase کریں گے یعنی خدا نے واقعۃً جو مشقتیں مقرر فرمائی ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ مشقت تھی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آسانی کے لئے، آپ کی بھلائی کے لئے ایک مشکل راہ تجویز فرمائی جس کو وہ خود آسان کرتا ہے اور کوئی راہ مشکل نہیں رہتی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "جو خود مشقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے"۔

یہی بات ہے جو میں آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں۔ "انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے۔ کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے۔ بڑا ظلم کرتا ہے جو اپنے دل پر رحم کرتا ہے، اپنے آپ پر رحم کرتا ہے وہ تو مصیبتیں سہیڑ لیتا ہے۔ وہ جہنم اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے۔ "اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں"۔ یعنی اللہ کی خاطر جو نفس کا سوز اور گداز ہے جو اس سے بچنا چاہتے ہیں وہ ایک دوسری جہنم میں ڈالے جاتے ہیں۔

فرماتے ہیں یہ سلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آئے اس سے انکار نہ کرے۔ "اگر آنحضرت ﷺ اپنی عصمت کی فکر بھی خود رکھتے تو وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظت الٰہی کا یہی سرّ ہے"۔ یہاں عصمت سے مراد عصمت انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ جسمانی لحاظ سے غیر کے شر سے بچنا ایک عصمت ہے۔ فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کو ہر وقت اپنی عصمت کی فکر ہوتی کہ میں غیر کے وار سے کیسے بچایا جاؤں تو یہ آیت نازل نہ ہوتی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ یہ مسیح موعود علیہ السلام کا کلام آنحضرت ﷺ کی سیرت کے جگمگاتے ہوئے حصے پر عظیم روشنی ڈال رہا ہے۔ کبھی کسی عارف باللہ نے یہ بات نہ لکھی ہوگی۔ مجھے یقین ہے آپ تلاش کر کے دیکھ لیں، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی جو رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق تھے۔ 'یہ آیت نازل نہ ہوتی، يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ' صاف پتہ چلا ہے کہ خدا نے ضرورت محسوس فرمائی ہے کہ یہ نبی تو اپنی کچھ فکر نہیں کرتا، ہر خطرہ میں کود پڑتا ہے۔ تمام مشکل مقامات میں آگے بڑھ جاتا ہے۔

اب ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کو آپ دیکھ لیں کیسے کیسے مواقع پر آپؐ نے دشمنوں میں جا کر للکارا ہے کہ میں محمد ہوں آؤ اگر کسی کو قتل کرنا ہے تو مجھے قتل کرو، کسی نے وار کرنا ہے تو مجھ پر وار کرے۔ یہ ساری زندگی کا خلاصہ آپ نے ان لفظوں میں نکالا ہے کہ آپ نے اپنی عصمت کی کبھی فکر نہیں کی اور جب رسول اللہ ﷺ کو اس طرح خطرناک مقامات پر دلیر پایا اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ نے اس کو للکارا ہے تو اللہ نے فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اے محمدؐ تیرا خدا تیری حفاظت کرے گا۔ فرماتے ہیں "حفاظت الٰہی کا یہی سرّ ہے"۔ پس جو احمدی اس وقت مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں اور ہر وقت اپنی حفاظت کی صرف فکر کر رہے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ سرّ وہ نہیں ہے۔ حفاظت کا سرّ یہ نہیں ہے کہ اپنی حفاظت کی صرف فکر کریں۔ اپنی حفاظت کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرنا یہ عام لوگوں کے لئے جائز ہے اور بعض دفعہ ضروری بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں قومی فوائد ہوتے ہیں لیکن جب مصائب آ پڑیں اس وقت اپنی فکر نہ کرنا یہ سنت نبوی ہے۔ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں جن کو آپ کو پیش نظر رکھنا چاہئے ورنہ مضمون بگڑ جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی خطرات کی تلاش نہیں کی تا کہ ان میں چھلانگ لگائیں۔ جب خطرات درپیش ہوئے تو پھر ان میں چھلانگ لگانے سے رکے نہیں۔ یہ دو بالکل الگ الگ باتیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالا، ہلاکت کی تلاش نہیں کی۔ ایسے مواقع سے بچے ہیں جن سے بے وجہ خطرہ درپیش ہو لیکن جب خدا کی خاطر خطرہ آن پڑا جس سے مفر کا سوال نہیں رہا اس خطرے کو مفر کے ذریعہ نہیں ٹالا بلکہ دوڑ کر اس خطرے میں داخل ہو گئے جو خدا کی خاطر آپ پر آ پڑا ہے۔ پس یہ مضمون ہے جو خصوصیت کے ساتھ پاکستان کی احمدی جماعتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ بے وجہ خطرات کو پیدا نہ کریں کیونکہ یہ حماقت ہے۔ یہ اللہ کے فرمان کے خلاف بات ہے۔ ہر احتیاط کے باوجود جب خطرہ پڑ جائے تو کوڑی کی بھی پرواہ نہ کریں اور پھر ایسے خطرات سے جنہوں نے خدا کی خاطر پڑنا ہے ان سے نہ بھاگیں۔ اگر ان سے بھاگیں گے تو یہ آپ کی حفاظت کی ضمانت نہیں ہوگی۔ اگر کہیں گے کہ ہاں اس خطرے کو اب ہم قبول کرتے ہیں جو کچھ بھی ہو، ہو جائے اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کیونکہ جو بات خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق میں فرمائی ہے وہی آپ کے متبعین اور عاجز بندوں کے حق میں بھی کام کرتی ہے۔ یہ سنت نبوی ہے جو ہمیں ہر حال میں بچائے گی، ہر حال میں ہماری حفاظت فرمائے گی اور ہم پر سایہ فگن رہے گی۔ پس سنت نبوی کے تابع چلیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندگی کے سب مراحل آسان ہو جائیں گے۔

فرمایا "ابراہیم علیہ السلام کے قصے پر غور کرو جو آگ میں گرنا چاہتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ آگ سے بچاتا ہے"۔ قصہ پر غور کرو اس قصے میں یہ بات ثابت ہے کہ ابراہیم خود نہیں کہہ رہے تھے کہ میرے لئے آگیں جلاؤ۔ جب آگ جلائی گئی تو اس سے بھاگنے کی بجائے اس میں گرنے کی طرف توجہ کی جو خدا کی خاطر تھی۔ پس قصے پر غور کرو نہ کہ ناسمجھی سے اس قصے کو اپنے اوپر چسپاں کرو۔ "یہ سلم ہے اور یہ اسلام ہے جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آئے اس سے انکار نہ کرے"۔ یہ حصہ پڑھنے سے رہ گیا تھا اس لئے میں دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا ہوں، آخری حصہ میں پڑھ چکا ہوں۔ یہ "البدر" میں عبارت چھپی ہے اور اس کے نیچے نوٹ ہے کہ اوپر کی تقریر فارسی زبان میں تھی اور بدر کے ایڈیٹر نے یہ نوٹ لکھا ہے کہ میں نے افادہ عام کی خاطر اردو میں ترجمہ کر کے لکھی ہے۔ پس یہ یاد رکھیں کہ اصل عبارت فارسی میں تھی جس کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر پر جس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہیں اب اتنا سا وقت رہ گیا

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

ہے کہ میں یہ دعا پڑھ کر اس خطبے کو ختم کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں "پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ، یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔ اس لئے روزے میں حائل ہونے والی بیماریوں کا علاج بھی یہ دعا ہے جو اس مہینے میں کثرت سے کرنی چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھے تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور (بہادر) ثابت کر دے"۔ "جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا"۔

باقی انشاء اللہ اب اگلا جو جمعہ آنے والا ہے یہ جمعۃ الوداع کہلاتا ہے اور یہ رمضان کا آخری جمعہ ہوگا اس جمعے میں لوگ بہت کثرت سے آئیں گے اور مسجدیں بھر کے نمازی اچھل کر باہر جا پڑیں گے اور اتنے نمازی آپ مسجدوں میں دیکھیں گے کہ سارا سال جن کو مسجدوں میں ہونا چاہئے تھا وہ صرف اسی دن دکھائی دیں گے اور پھر الوداع کہہ کر چھٹی کر جائیں گے۔ یہ مضمون میں ہر دفعہ آپ کو سمجھاتا ہوں، آپ لوگ تیاری کریں اور اپنے گرد و پیش یہ بات عام کریں کہ جو لوگ رمضان کی وجہ سے نمازوں کی توفیق پا رہے ہیں اور اس دن، جمعۃ الوداع کے دن حاضر ہونگے وہ ابھی سے تیاری کریں کہ الوداع کہنے کے لئے حاضر نہیں ہونگے بلکہ آئندہ رمضان کے استقبال کے لئے حاضر ہونگے۔ یہ لفظ جمعۃ الوداع ایک غلط معنی آپ کے سامنے رکھ رہا ہے اصل میں اسے جمعۃ الاستقبال کہنا چاہئے اور میں آپ کو ابھی سے متوجہ کر رہا ہوں کہ اپنے دوستوں، عزیزوں کو جب لے کے آئیں گے، اپنے بچوں کو بھی لائیں گے اس وقت ان کو سمجھائیں کہ یہ جمعۃ، وداع کا جمعہ نہیں استقبال کا جمعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تمہارا خدا وہ ہے جو اپنی ذات و صفات میں واحد ہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

جرمنی میں پیزا (PIZZA) کا کاروبار کرنے والے احباب کے لئے

خوشخبری

ضامن صحت **عمدہ کوالٹی**

گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے حصول کے لئے رابطہ فرمائیں

بازار سے بارعایت | ہوم ڈلیوری

جرمن مزاج کے عین مطابق ذائقہ

نوٹ: ہماری مصنوعات صرف گائے کے گوشت سے تیار شدہ ہیں
اس بات کی تسلی کے لئے ہماری فیکٹری میں تشریف لائیں

آج ہی رابطہ کیجئے

FIRMA MERZ

MAYBACH STR 2

69214 EPPELHEIM (GAWEBEGEBIET)

BEI HEIDELBERG -GERMANY

Tel :0 6221-79240 Fax: 06221-792425

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

نے ان ارشادات عالیہ کی ضروری تشریح و تفسیر کے بیان کو آگے بڑھایا اور بتایا کہ ایمان کوئی ایسی چیز نہیں جو دور کا واہمہ ہو۔ اللہ پر سچا ایمان ہو تو اللہ آپ کی ذات میں سکونت پذیر ہو جاتا ہے اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے۔ اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔ اور اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر شخص اس دنیا میں یا شیطان کے ہاتھوں مرے گا یا اپنی مرضی سے اللہ کی خاطر اپنے نفس پر ایک موت وارد کرے گا۔ یہ ایسا مقدر عمل ہے جس سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھے نئی زندگی ملے۔ میں گناہوں سے پاک ہو جاؤں اور گناہ سے دور کیا جاؤں لیکن ایسے شخص کے لئے یہ ایمان بھی ضروری ہے کہ جیسے جنت حق ہے ویسے ہی جہنم بھی حق ہے اور جسے یہ یقین ہو جائے وہ آگ سے دوری کا سفر اختیار کرے گا۔ ہر شخص اگر وہ سوچے اور بیدار رہے تو اپنے عمل کا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ آگ کے قریب تو نہیں جا رہا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے روح پرور ارشادات اور نہایت پر حکمت نصائح کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک عارف باللہ کا کلام ہے۔ ان نصائح کو غور سے سنیں۔ خصوصاً آپ کے ملفوظات کی ایک جلد کا مطالعہ بلکہ بعض اوقات ایک فقرہ ہی انسان کی ساری زندگی میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مغربی قوموں کی ظاہری بڑائی سے متاثر نہ ہوں۔ آج ساری دنیا کی قیادت بدنصیبی سے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کا ہر فیصلہ خدا سے تعلق سے عاری ہوا کرتا ہے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتا کہ ان کا فیصلہ خدا کو راضی کرنے والا فیصلہ ہے یا خدا کی ناراضگی مول لینے والا فیصلہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب خدا ساتھ ہو تو ہر معاملے میں زندگی کے ہر موڑ پر ساتھ رہتا ہے۔ اس کی ظاہری پہچان حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے اور توفیق ملے۔ جو اچھے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ان کی توفیق بڑھا کرتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ دعا گو پارٹیوں کی طرح نہ ہو جائیں۔ کچھ لوگ بظاہر صوفیت کا لبادہ اوڑھ کر ایک دوسرے کو بزرگ قرار دیتے ہیں۔ وہ ایک جتھہ بن جاتا ہے۔ یہ نیکی نہیں۔ یہ نیکی کی حقیقت سے ناآشنائی ہے۔ نیکی سیکھنی ہے تو رسول اللہ ﷺ کے طریق سے سیکھیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ انکو تازہ معرفت ملتی ہے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ "تازہ معرفت" میں ایک بڑا دلچسپ مضمون یہ ہے کہ اللہ اس جماعت کو نئے نئے نکات ہمیشہ سمجھاتا رہتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ تازہ معرفت ایک چیز کی تازہ پہچان سے تعلق رکھتی ہے۔ بعض دفعہ نشان کے طور پر آسمان سے اترتی ہے۔ اگر ایک شخص اللہ سے تعلق رکھتا ہے تو لازم ہے کہ اس پر تازہ معرفت اترے۔

رات کے پردے سے صبح نو طلوع ہونے کو ہے
ریگ زاروں میں کوئی خوشبو نمو ہونے کو ہے

کون یہ گلفام ہے جو ہے بہاروں پر سوار
کس کے دامن سے جہاں میں رنگ و بُو ہونے کو ہے

سلسلہ در سلسلہ گردِ سفر میں گُم رہا
لگ رہا ہے پھر زمانہ باوضو ہونے کو ہے

فاختائیں گا رہی ہیں پھر سے نغمے امن کے
جنگلوں سے اب کوئی رخصت عَدُو ہونے کو ہے

لامکاں منزل ہے اور لمبا سفر ہے پاؤں میں
قافلہ پھر سے کوئی اب کُو بہ کُو ہونے کو ہے

گردشِ حالات کی چکّی نے پیسا سب کو ہے
تب کہیں جا کر زمیں کچھ نیک خُو ہونے کو ہے

(عبدالجلیل عباد۔ ہمبرگ، جرمنی)

احمدی طلباء و طالبات متوجہ ہوں

دنیا بھر کے احمدی طلباء و طالبات سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ جس جس تعلیمی میدان (مثلاً سائنس، آرٹ، پبلک ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر وغیرہ) میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں، اپنے تعلیمی ادارہ سے متعلقہ معلومات (داخلہ کا طریق کار وغیرہ) خواہ وہ پراسپیکٹس کی صورت میں ہوں، پمفلٹ کی صورت میں ہوں یا کسی بھی صورت میں ہوں جلد از جلد ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کو ارسال فرمائیں۔ اسی طرح اگر آپ اپنے تعلیمی ادارہ کے علاوہ کسی اور تعلیمی ادارہ کے بارے میں مذکورہ بالا معلومات بھجوا سکتے ہوں تو ضرور بھجوائیں۔

امید ہے کہ طلباء و طالبات اپنے اس Information Cell کو کامیاب بنانے کے لئے جو بھی نئی نئی معلومات انہیں حاصل ہوتی رہیں گی وہ ہمیں ضرور بھجواتے رہیں گے۔

(ناظر تعلیم، صدر انجمن احمدیہ)

ڈاکٹر نذیر احمد شہید

(میاں قمر احمد۔ مربی سلسلہ)

پچھلے دنوں وزیر آباد کے ایک نواحی گاؤں ''ڈھونیکی'' کے ایک مخلص، فدائی احمدی مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو چند مذہبی انتہاپسندوں اور دہشت گردوں نے اغوا کر کے نہایت ہی سفاکانہ طریق سے شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۷ء کو آپ کا جنازہ مسجد مبارک میں ادا کرنے کے بعد آپ کو شہداء کے قبرستان میں پورے اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے ان صحابہؓ والا صدق دکھلایا جن میں سے ایک نے بڑے جلال کے ساتھ یہ شعر پڑھتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ خالق حقیقی کے حضور پیش کیا تھا۔

فَلَستُ اُبالِی حِینَ اُقتَل مُسلِماً
عَلٰی اَیِّ جَنبٍ کانَ لِلّٰه مَصرعِی
وَ ذٰلِكَ فِی ذاتِ الاِلٰه وَ اِن یَّشَاء
یُبَارِكْ عَلٰی اَوصَالِ شِلوٍ مُمَزَّع

کہ مجھے ہرگز اس بات کی پروا نہیں کہ جب میرا سر تن سے جدا ہوگا تو کس حالت میں ہوگا اور کس طرف گرے گا لیکن میں یقین سے کہتا ہوں کہ خدا اگر چاہے گا تو میری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کو بھی بابرکت کر دے گا۔

مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شہید ۱۹۴۶ء میں راجوری (مقبوضہ کشمیر) کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت قاضی اکبر صاحبؓ (چار کوٹ والے) صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے نواسے تھے۔ ۱۹۵۶ء میں وزیر آباد کے ایک گاؤں ''ڈھونیکی'' میں مستقل سکونت اختیار کی۔ وہیں آپ نے ڈسپنسر کا کورس کیا اور اپنی ایک چھوٹی سی کلینک کسی ڈیرہ پر کھول لی جس کو بعد میں اپنے گاؤں ہی میں منتقل کر لیا۔ رفتہ رفتہ تجربے، دعا اور خدا کے فضل کے ساتھ آپ کا اپنے علاقے میں کافی اثر و رسوخ ہونے لگا۔

اگست ۱۹۸۱ء میں مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب جلسہ کی غرض سے وزیر آباد آئے تو آپ کے گاؤں سے بھی گزر ہوا۔ مکرم مولانا صاحب نے وہاں پر ایک مسجد بنانے کی تحریک فرمائی تو ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنی ذاتی زمین کا ایک قطعہ مسجد بنوانے کے لئے پیش کر دیا۔ لیکن جب مسجد کی تعمیر ہونے لگی تو وہاں کے غیر احمدی مولوی صاحب نے گاؤں کے شرپسند لوگوں کو جمع کر کے مسجد کی تعمیر رکوا دی اور ان سے مکمل بائیکاٹ کا اعلان ہوا جس کی وجہ سے کوئی مریض بھی آپ کے پاس بغرض علاج نہ آیا کرتا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ روز کے بعد ایک رات انہی مولوی صاحب کی اہلیہ شدید بیمار ہو گئیں اور مجبوراً وہ اسے ڈاکٹر صاحب کے پاس بغرض علاج لے کر آیا۔ علاج سے اس کی بیوی نے شفا پائی جس کی وجہ سے وہ بائیکاٹ ٹوٹ گیا اور آپ کی طب کا چرچہ اردگرد کے علاقوں میں بھی ہوا۔

ڈاکٹر صاحب اپنے اردگرد کے علاقوں میں بہت ہی خدمت خلق کرتے تھے۔ اور یہ عالم تھا کہ جب بھی رات کو یا آدھی رات کو کوئی مریض بھی آجاتا تو علاج کی غرض سے اسی وقت پیدل چل پڑتے یا کوئی سواری میسر ہوتی تو جلد اس مریض کے علاج کے لئے پہنچ جاتے۔ آپ نے اپنا یہ دستور بنا رکھا تھا کہ رات کو آنے والے مریض سے کبھی فیس وصول نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک لاعلاج عورت کو رات کے وقت ہسپتال سے ڈاکٹر صاحب کے گھر لے جایا گیا تو ڈاکٹر صاحب نے ساری رات جاگ کر اس مریضہ کا علاج کیا اور دعا بھی کی۔ چنانچہ خدا کے فضل سے وہ مریضہ صبح ٹھیک ہو کر گھر گئی۔ جس وقت ڈاکٹر صاحب کو رات گئے اغوا کیا گیا تو اس وقت بھی آپ ایک مریض کا علاج کر رہے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کو جماعت سے بے پناہ محبت تھی ایسی کوئی جماعتی تحریک نہ تھی جس میں ڈاکٹر صاحب پیچھے رہتے ہوں۔ جن دنوں میں آپ کے ہاں جمعہ پڑھنے کا انتظام نہ تھا ڈاکٹر صاحب ہر جمعہ خواہ سخت سردی ہو یا گرمی سائیکل پر بیٹھ کر دواڑھائی میل کا فاصلہ طے کر کے مسجد احمدیہ وزیر آباد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے آتے تھے۔

خلافت احمدیہ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جن دنوں نیا نیا سیٹلائٹ کا آغاز ہوا اس وقت صرف گوجرانوالہ کے ضلعی سنٹر پر خطبے کا انتظام تھا۔ آپ خطبہ سننے ہر جمعہ گوجرانوالہ جایا کرتے تھے۔ جماعتی نمائندوں کا بہت احترام کرتے تھے۔ اور جب بھی کوئی جماعتی نمائندہ گھر آجاتا تو بہت ہی محبت اور پیار سے پیش آتے۔

خاکسار نے جامعہ احمدیہ کے پہلے سال کی وقف عارضی ڈاکٹر صاحب کے گاؤں میں ہی کی۔ آپ نہایت ہی شفقت سے پیش آتے۔ مجھے وہ وقت بڑی اچھی طرح یاد ہے جب میں نے زندگی کا پہلا خطبہ جمعہ ڈاکٹر صاحب ہی کے گاؤں میں دیا تھا جس میں الفضل کا ایک مضمون بطور خطبہ پڑھ کر سنایا لیکن حال یہ تھا کہ میری ٹانگیں کانپ رہی تھیں مگر خطبے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے میری بہت حوصلہ افزائی کی جس کی وجہ سے میرا حوصلہ مزید بڑھا اور رفتہ رفتہ میرا خوف تقریر جاتا رہا۔

ڈاکٹر صاحب دعوت الی اللہ کے میدان میں ایک عشق کی حالت میں رہتے تھے۔ ہر چھوٹا بڑا جو شخص بھی آپ کے دواخانے پر آتا اس کو تبلیغ کرتے۔ لوگوں کو ڈش پر خطبہ دکھانے کے لئے چائے کا انتظام بھی کرتے اور لوگ آپ کی ان باتوں سے بہت اثر لیتے تھے۔

سال ۱۹۹۷ء میں عالمی بیعت تک آپ کے گاؤں میں ۷۰ بیعتیں ہوئیں جن میں ڈاکٹر صاحب کی ذاتی کوشش کا سب سے زیادہ دخل تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی شہادت پر گاؤں کا ہر فرد اس غم میں شریک تھا اور دھاڑیں مار رہا تھا۔ ان میں آپ کے قاتل کے والدین بھی شامل تھے۔ قاتل کی والدہ کا محترم ڈاکٹر صاحب ساری زندگی مفت علاج کرتے رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک مجاہدانہ زندگی بسر کی اور مجاہدوں جیسی اعلیٰ موت آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے سایہ رحمت تلے رکھے اور درجات بلند کرے۔ آپ کے پسماندگان کو آپ کی خوبیوں کو زندہ و جاری رکھنے کی توفیق بخشے اور ہمیشہ ان کا حامی و ناصر ہو۔

☆......☆......☆

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ساتھ

مجلس سوال جواب

مورخہ ۱۵/فروری ۱۹۹۸ء بروز اتوار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ محمود ہال لندن میں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں مانچسٹر، برمنگھم، بریڈفورڈ، ہڈرزفیلڈ اور دوسرے علاقوں سے ۱۱۵ انگریزی دان مدعوین نے شرکت فرمائی۔ کارروائی کا آغاز مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم چوہدری فضل احمد صاحب طاہر نے کی اور تلاوت کے اس حصہ کا انگریزی ترجمہ مکرم ارشد احمدی صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد مکرم رفیق احمد صاحب حیات، صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے خلفاء کے تعارف کے علاوہ جماعت احمدیہ کی روحانی، علمی اور سماجی خدمات کا تعارف پیش کیا۔

چھ بجے شام حضور انور ایدہ اللہ سٹیج پر رونق افروز ہوئے اور سوالات کے آغاز کی اجازت مرحمت فرمائی۔ سب سے پہلے استفسار ہوا کہ خداداد علم اور انسان کی روحانی بصیرت میں کیا فرق ہے؟ حضور انور نے فرمایا، دونوں طاقتیں اللہ تعالیٰ کی ودیعت فرمودہ ہیں اس لئے کوئی فرق نہیں۔ اس کے بعد سوال ہوا کہ بائبل کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام جو عیسائی بیان کرتے ہیں اس پر روشنی ڈالی جائے۔ نیز یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کس حد تک اسلامک اور انگلش کیلنڈر کے مطابق درست ہے۔

ایک دوست نے پوچھا کہ موت کے بعد اس دنیا میں نیا جنم لینے کے بارے میں اسلام کا کیا نظریہ ہے۔ دوسرا کیا روح پیدائش سے پہلے موجود ہوتی ہے۔ اگر ہے تو کیا وہ اپنے والدین کا انتخاب خود کر سکتی ہے؟ حضور انور نے فرمایا یہ ہندو میتھالوجی ہے۔ پھر سوال ہوا کیا موت کے بعد بھی زندگی ملے گی۔ حضور نے فرمایا یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ اگلے جہان میں مرنے کے بعد ایک لطیف زندگی ملے گی۔ جس کا تصور اس جہان میں انسان نہیں کر سکتا۔

پھر سوال ہوا کہ کیا جماعت احمدیہ، برطانیہ کو نظریاتی لحاظ سے فتح کرنے کا عزم رکھتی ہے؟ حضور نے فرمایا جماعت احمدیہ ایک عالمی جماعت ہے جو ایسے خدا پر ایمان رکھتی ہے جو کل کائنات کا مالک ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کی حدود کل کائنات پر محیط ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش، آسمان پر زندہ موجود ہونے کا عقیدہ، اور ان کی بعثت ثانیہ کے بارے میں بھی سوال ہوا۔ ہندو مسلم تہذیبوں کے اشتراک کی اہمیت پر انگریزی راج اور مغل بادشاہوں کے طرز عمل سے ترتیب دی جانے والی معاشرت کی روشنی میں سوال ہوا کہ اس طرز عمل کو اپنانے میں آج کے مسلمانوں کا کیا حصہ ہے؟ حضور انور نے اس تفصیل طلب سوال پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے سائل کو یاد دلایا کہ ہندوستان میں کانگرس میں رہتے ہوئے قائداعظم نے بھرپور کوشش کی کہ وہ ہندو مسلم تہذیبوں کے اچھے پہلوؤں کو لے کر آگے بڑھ سکیں۔ لیکن بدقسمتی سے اُن کے اس طویل اور مشکل راستے میں بعض ہندو لیڈر آڑے آگئے۔ جن کے رویے سے قائداعظم کے دل میں ابھرنے والے یہ نیک جذبات اس حد تک مجروح ہوگئے کہ وہ ہندوستان کی سیاست سے ہی کنارہ کشی اختیار کر کے انگلستان جا بیٹھے۔ حضور انور نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ بعد میں کس طرح ان کے والد حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے مسجد فضل لندن کے اُس وقت کے امام حضرت عبدالرحیم درد صاحبؓ کے ذریعہ قائداعظم کو دوبارہ ہندوستان کی سیاست میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کر سکے۔

ایک عرب دوست نے سوال کیا کہ مسلم امہ کے خلاف جو بڑی بڑی طاقتیں اکٹھی ہو کر عراق کے معصوم مسلمانوں کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں اس کے بارہ میں روشنی ڈالی جائے۔ حضور انور نے بالوضاحت بیان فرمایا کہ غلطیاں دونوں طرف سے ہیں اور مشکلات بھی دونوں طرف ہیں۔ جہاں تک صدر صدام کا تعلق ہے وہ اپنے ہی لوگوں کے لئے مشکلات کھڑی کرنے کا موجب بنا ہوا ہے۔ یہ اس رنگ میں کہ وہ ایک تو خود کو بہت طاقتور سمجھتا ہے۔ اور دوسرا اپنے ملک کو بھی ایسا طاقتور سمجھتا ہے جو کسی بھی بڑی سے بڑی طاقت کے ساتھ ٹکرا سکتا ہے۔ دوسری طرف بڑی بڑی طاقتیں جنہوں نے اسرائیل کی سلامتی کی فکر میں اقوام متحدہ کی قرارداد کو سہارا بنا رکھا ہے انہی کے سامنے جب اسرائیل کا سوال آتا ہے تو وہ خود بھی اقوام متحدہ کی ان قراردادوں کی پرواہ نہیں کرتے جو اسرائیل کے لئے منظور کی گئی تھیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ اپنی مختلف سوال و جواب کی مجالس میں امریکہ کو مشورہ دیتے آرہے ہیں کہ وہ جس معیار پر صدر صدام کو پرکھتے ہیں اسی معیار پر اسرائیل کو بھی جانچیں۔ اگر وہ عراق پر دباؤ ڈالنے کی پالیسی پر عمل کریں گے تو یہ دنیا کے لئے خطرہ ہے۔ آخر نارتھ کوریا اور چائنا بھی تو ہیں جن کے پاس ایٹمی ہتھیار ہیں، ان کو تباہ کرنے کی جرأت کیوں نہیں کرتے؟

انگریزی زبان میں یہ مجلس پونے دو گھنٹے تک جاری رہی۔ آخر پر گیارہ دوستوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ اللھم زد و بارك وثبت اقدامھم.

(رپورٹ : بشیرالدین احمد سامی،
نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، برطانیہ)

☆......☆......☆

کوٹھی برائے فروخت

گلریز ہاؤسنگ سکیم نزد اسلام آباد ائرپورٹ (پاکستان)
خواہشمند احباب فوری رابطہ کریں
عبدالشکور گوگا۔ (ہیمبرگ جرمنی)
Tel & Fax: 040-792 7058
GrumBrecht Str 80
21075 Hamburg. Germany

ایک گُل میں سمٹ گئی ہے بہار

ایم ٹی اے کے ذریعہ

کثرت میں وحدت کے نظارے

عبدالسمیع خان۔ ربوہ

ایم ٹی اے نے کل عالم میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعت کی نظریاتی وحدت کو عملی وحدت میں بدل دیا ہے۔ ۱۵۳ ملکوں کے احمدی ایک مالا میں پرو دیئے گئے ہیں۔ پیشگوئیوں کے مطابق مشرق و مغرب کے احمدی ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں، محبتیں بڑھ رہی ہیں، دکھ بانٹے جا رہے ہیں اور تمام عالم احمدیت ایک خاندان کی شکل اختیار کر گیا ہے اور ان کی تمام اہم تقریبات عالمگیر ہو گئی ہیں۔

یہ مضمون آگے کئی شقوں میں پھیلا ہوا ہے جس کی تفصیل بڑی دلچسپ اور دلربا ہے۔

عالمی جمعہ

جمعہ کا امام مہدی سے خاص تعلق ہے۔ آخرین کی خبر قرآن کریم کی سورۃ جمعہ میں دیا جانا بھی اس خاص تقدیر کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ امام مہدی کا ایک نام جمعہ بھی رکھا گیا ہے جس کی حکمت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ کل عالم کو ایک دین پر اکٹھا کیا جانا مقدر ہے۔ چنانچہ کتاب نجم الثاقب میں شیعہ بزرگان کے حوالے سے لکھا ہے:

"جمعہ امام مہدی کے مبارک ناموں میں سے ہے اور اس نام کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو جمع کریں گے"۔

حضرت امام علی تقی نے فرمایا "دن ہم ہیں"۔ پھر فرمایا "جمعہ میرا بیٹا ہے (یعنی روحانی بیٹا) اور اسی کی طرف اہل حق اور صادق لوگ جمع ہونگے"۔

(نجم الثاقب صفحہ ۴۶۵۔ مرزا حسین نوری طبری۔ انتشارات علمیہ اسلامیہ، جنب نوروز خان)

اور در حقیقت جمعہ کی برکات امام مہدی کے ذریعہ جماعت احمدیہ نے پائی ہیں دوسروں کو اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں۔

بالآخر وہ وقت آیا کہ ساری دنیائے احمدیت ٹیلی ویژن کے ذریعہ امام جماعت کے خطبہ کو سنتی ہے اور باوجود اس کے کہ شرعی طور پر ہر مقام کی جماعت جمعہ الگ ادا کرتی ہے مگر اصلی اور حقیقی پیغام وہی ہوتا ہے جو امام وقت ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور انور نے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے ۲۸ر جون ۱۹۹۱ء کو فرمایا:

"میں نے اس جمعہ کا آغاز جمعہ کے معنی کے بیان سے کیا تھا اور میں نے آپ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ آج جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ جمعہ میں ملتا ہے اور آخری زمانہ کے لوگ جو پہلے زمانہ کے لوگوں سے ملائے جائیں گے وہ اللہ کے فضل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے والے ہونگے۔ اس سے آپ ان پہلوں سے ملیں گے، اس کے بغیر نہیں۔ لیکن یہ زمانہ اور لحاظ سے بھی جمع کا زمانہ ہے۔ اتنی دور دور کے ممالک ایک جگہ مختلف رنگ میں جمع ہو جاتے ہیں کہ انسان کی عقل حیرت میں مبتلا ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس بات کا ہمیں مزید یقین دلانے کے لئے کہ ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کا سورۃ جمعہ سے گہرا تعلق ہے ایسی نئی ایجادات فرمارہی ہیں جن کے نتیجہ میں یہاں بیٹھے ہوئے ہم دور دور کے احمدیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور اکٹھے ایک جگہ جمع ہو چکے ہیں۔ عید کا جو خطبہ میں نے دیا تھا اس کے متعلق ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی وقت دنیا کے چوبیس ملکوں میں سنا جا رہا تھا اور دنیا کی تریسٹھ جماعتیں اس کو براہ راست سن رہی تھیں۔ اب یہ سلسلہ انشاء اللہ پھیلتا چلا جائے گا۔ اور ظاہری طور پر بھی صرف جماعت احمدیہ ہے اور صرف جماعت احمدیہ ہے جس کو خدا نے یہ توفیق بخشی ہے کہ اس طرح ایک زمانے کے مختلف لوگوں کو بھی ایک ہاتھ پر جمع کردے"۔ (ذوق عبادت اور آداب دعا صفحہ ۴۴۴، نظارت اشاعت ربوہ)

اور در حقیقت جمعہ ہی وہ مرکزی نکتہ ہے جس نے ایم ٹی اے کی بنیاد فراہم کی اور یہ دن کل عالم کے احمدیوں کے لئے جشن کا دن ہوتا ہے جب ان کا امام براہ راست ان سے مخاطب ہوتا ہے۔ اس نے محبتوں کو ایک نئی جلا اور رونق بخشی ہے۔ حضور انور نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جب سے ٹیلی ویژن کے ذریعہ جماعت احمدیہ عالمگیر سے رابطہ قائم ہوا ہے جمعہ جو پہلے ہی پیارا لگا کرتا تھا اور بھی زیادہ پیارا لگنے لگا ہے۔ اور یہ صرف میرا حال نہیں، سب دنیا میں تمام جماعت احمدیہ کے افراد مردوں، عورتوں، بڑوں اور چھوٹوں کا ایک ہی حال ہے۔ کثرت سے ایسے خط مل رہے ہیں جن میں وہ لکھتے ہیں کہ ہمیں تو اب جمعہ کا ایسا انتظار رہتا ہے جیسے پہلے کبھی نہیں تھا۔ یہ تعلق دو طرفہ ہے یکطرفہ نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں اس پہلو سے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ یہ جماعت بے مثل ہے۔ دنیا کی کوئی جماعت ایسے گہرے دو طرفہ تعلق کی کوئی مثال دنیا میں پیش نہیں کر سکتی اور پھر اتنے وسیع پیمانہ پر کہ پانچ براعظموں میں ۱۳۰ سے زائد ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جمعہ کے دن محبت سے بیک وقت احمدی دل دھڑک رہے ہوتے ہیں۔ الٰہی محبت کی کچھ اور تشریح بھی ضروری ہے۔ میں جب جمعہ پر آتا ہوں اور میں اپنی چشم تصور سے دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ فلاں جگہ احمدی دیکھ رہے ہونگے فلاں جگہ دیکھ رہے ہونگے۔ ربوہ میں فلاں فلاں جگہ اس طرح لوگ اکٹھے ہونگے۔ احمد نگر میں وہ غیر احمدی زمیندار بھی جنہوں نے آنکھیں پھیر لی تھیں اور تعلق توڑ لئے تھے وہ بھی وہاں اکٹھے ہو گئے ہونگے۔ اور لالی قوم سے اگرچہ بہت تعلقات تھے لیکن آنکھیں پھیرنے میں یہ بھی بڑی ماہر ہے۔ اور ان کی لالی سرخی کی لالی کی طرح ہونٹوں اور گالوں پر رہتی ہے دل پر اثر نہیں کرتی۔ لیکن اب سنا ہے وہ بھی آنے لگ گئے ہیں اور وہاں ایک بہت غریب سے آدمی لالہ تھے۔ ایک اچھے باثر انسان کے باپ لیکن خود غریب، وہ تو شاید فوت ہو چکے ہیں لیکن یہ سارے لوگ چشم تصور میں میرے سامنے آتے ہیں۔ ہمارا رحماں جو احمد نگر میں میرے فارم پر کام کیا کرتا تھا اس کو بھی کوئی پکڑ کر لائے اور کسی دن دکھائے کیونکہ اس کا ایک دفعہ خط ملا تھا کہ میں تو ترس گیا ہوں آپ ضرور واپس آئیں۔ وہ کافی بوڑھا ہو چکا ہے۔ پھر ایک شاید بابا معراج موچی ہوا کرتے تھے جو لائبریری کے باہر پہرے پر بیٹھا کرتے تھے۔ ان سے محبت کا بہت دیرینہ تعلق تھا۔ وہاں سے سائیکل پر جاتا تھا تو ہر دفعہ تو نہیں مگر اکثر روک لیا کرتے تھے۔ اور جب تک مل کر سلام کر کے نہ گزروں وہ ٹیکس ادا کئے بغیر مجھے جانے نہیں دیتے تھے۔ وہ تو اب فوت ہو گئے ہیں لیکن ایسے کئی تھے جو اب اکٹھے ہو رہے ہونگے اور اس وقت دیکھ رہے ہونگے۔ تو یہ جو للٰہی تعلق ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے"۔

(روزنامہ الفضل، ۱۵ر مئی ۱۹۹۳ء)

ایک موقع پر فرمایا:۔

"کل کی بات ہے امیر صاحب سیالکوٹ جو ایک ڈیڑھ مہینے کی رخصت کینیڈا میں گزار کر واپس سیالکوٹ جا رہے تھے مجھے ملنے آئے اور مجھے بتایا کہ وہاں غالباً گھٹیالیاں یا سیالکوٹ کے کسی بڑے گاؤں کی بات ہے ایک معمر خاتون جنہوں نے جمعہ کا خطبہ دیکھا اور اس میں شریک ہوئی اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کس طرح خطبہ دیا جا رہا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے میں نے کیا دیکھا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ امیر صاحب کی آنکھوں سے بھی یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے آنسو جاری تھے۔ کہہ رہے تھے کہ وہ منظر بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے درد سے وہ بیان کر رہی تھیں اور بے اختیار دعائیں دے رہی تھیں"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱ر جنوری ۱۹۹۳ء)

عالمی جلسہ سالانہ

جمعہ کے عالمی اجتماع کی ایک وسیع شکل جلسہ سالانہ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ جو ربوہ میں منعقد ہوتا تھا اسے صرف ربوہ میں موجود لوگ ہی دیکھ سکتے تھے۔ اس پر ۱۹۸۴ء سے اب تک پابندی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے متبادل جو نظام عطا فرمایا اس میں کل عالم شریک ہوتا ہے۔

چنانچہ جلسہ سالانہ برطانیہ پہلی دفعہ سیلائٹ کے ذریعہ عالمی طور پر ۱۹۹۲ء میں دکھایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام خطابات نشر کئے گئے۔

اسی طرح ۱۹۹۶ء سے جلسہ کی پوری کارروائی نشر کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ جلسہ سالانہ جرمنی اور کینیڈا اور امریکہ سے بھی حضور کے خطابات اور دیگر بہت سے پروگرام براہ راست نشر کئے جاتے ہیں۔ جن ملکوں کے جلسوں میں حضور خود تشریف نہیں لے جاسکتے اکثر لندن سے ہی ان کے حاضرین سے خطاب فرماتے ہیں۔ اور کل عالم کے احمدی ایم ٹی اے کے ذریعہ ان میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان میں سرفہرست جلسہ سالانہ قادیان ہے۔ دسمبر ۱۹۹۲ء میں یہ منفرد واقعہ رونما ہوا کہ قادیان کے لئے لندن میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر حضور نے جو دلآویز خطاب فرمایا اس کے ابتدائی جملے یہ تھے:

"آج جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر ایک ایسے عجیب جلسے میں شریک ہے جس کی کوئی مثال جب سے کائنات بنی ہے اس سے پہلے چاند اور سورج اور آسمان کے سیاروں نے دیکھی نہیں تھی۔ نہ نزدیک کے سیاروں نے ایسا منظر دیکھا نہ دور کے سیاروں نے۔ یہ واقعہ پہلی دفعہ آج ہوا ہے اور آئندہ ہوتا چلا جائے گا۔ یہ ایک ایسا عجیب و غریب جلسہ ہے جو لندن سے لندن میں قادیان کے لئے منعقد ہو رہا ہے اور قادیان کے سامعین اور حاضرین جلسہ بھی اس جلسہ میں اسی طرح شریک ہیں جس طرح مشرق بعید کی مختلف قومیں، کل عالم کے تمام انسان آج اس جلسہ میں شرکت کی استطاعت پا چکے ہیں۔ دیکھنے والے جہاں ہونگے احمدی اور انکے دوست اور ان کے مہمان آج مشرق میں بھی جلسے میں شریک ہیں، مغرب میں بھی شریک ہیں۔ لاس اینجلیز میں بھی آج جلسے کا دن ہے مگر اس وقت وہاں وقت اور ہے۔ آدھی رات کو دو بجے کا وقت ہوگا اور وہاں کرسمس کا دن اس رات کے ذریعہ اختتام کو پہنچ رہا ہے مختلف جگہوں پر شرابوں کے نشے میں دھت حد سے زیادہ کھائے ہوئے مصیبتوں میں مبتلا کرسمس کی رات کاٹنے کے لئے اب اپنے بستروں کی طرف الگ ہو رہے ہونگے اور احمدی تہجد کے وقت اٹھ رہے ہونگے۔ جلسے کی تیاری سے پہلے اس عالمی جلسے میں شرکت کے لئے اپنے بچوں کو جگا کر اپنے اپنے علاقوں میں جہاں جہاں بھی جانا ہے جہاں جہاں بھی سہولتیں مہیا ہیں وہاں اکٹھے ہو کر خدا کی یاد کے لئے اس پاک وقت میں شرکت کے لئے اکٹھے ہونگے۔ اسی طرح جاپان میں بھی اس وقت آج ہی شام کے سات بج چکے ہیں اور پاکستان میں اس وقت تین بجے سے کچھ زائد کا وقت ہوگا۔ قادیان میں جو لوگ اس جلسہ کو دیکھ رہے ہیں وہاں ساڑھے تین سے کچھ زائد کا وقت ہے۔ غرضیکہ دنیا کے تمام ممالک پر ایک سرسری سی اڑتی ہوئی نگاہ ڈال کر دیکھیں یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ آج کے لحات تمام دنیا کے چوبیس گھنٹے کے لحات بنتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ آواز جو آپ اس وقت سن رہے ہیں اس وقت انگلستان میں دس بجکر آٹھ منٹ ہیں۔ وہ ہر لحہ لحہ دنیا کے گرد برابر اس وقت گونج رہی ہے کہیں دن کا وقت، کہیں رات کا وقت، کہیں شام کے جھٹپٹے کے وقت کہیں شفق کے ساتھ غرضیکہ یہ آواز اس عالمی شکل میں اس صورت کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندے کی ہے کل عالم میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ چوبیس گھنٹے کے لحات آج ان چند لحات میں سکڑ کر اکٹھے ہو گئے ہیں۔ یہ طلسماتی لحات سے زیادہ حسین حقیقت کے لحات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آسمان پر منصوبے بنائے آج وہ زمین پر حقیقت بن کر ہمارے سامنے اتر رہے ہیں"۔ (روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۱ر جنوری ۱۹۹۳ء)

اس کے بعد سے ہر سال قادیان کے لئے لندن میں جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور یہ حقیقت سال کے دوران متعدد دفعہ جلوہ گر ہوتی ہے۔ کبھی کسی ملک کے جلسہ سے خطاب ہو رہا ہے۔ کبھی کسی ملک کی مجلس شوریٰ کو ہدایات دی جا رہی ہیں۔ کبھی کسی ملک کی تنظیموں کے اجتماع کی رونق بڑھائی جا رہی ہے۔ کہیں تربیتی کلاس کے شرکاء کو نصائح کی جا رہی ہیں۔ الغرض ایم ٹی اے نے جماعت احمدیہ کو ایک نئی زندگی عطا کی ہے کہ امام وقت ہر ملک میں نہ ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود ہوتا ہے۔

عالمی بیعت

مذہب کی تاریخ کا یہ بھی ایک نرالا واقعہ ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں بیٹھے ہوئے لاکھوں افراد ایک ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ یہ نظارہ بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ ممکن ہو گیا ہے۔ پہلی دفعہ عالمی بیعت جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء کے موقعہ پر ہوئی جس میں بیعت کرنے والے تو لندن میں حضور کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے مگر تمام دنیا نے اس نظارہ کو دیکھا۔ اس کے متعلق حضور نے فرمایا:

"سب سے دلچسپ باتوں میں سے ایک بات جس کی طرف میری خاص توجہ گئی تھی اور جس کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ ساری دنیا کی جماعتیں بھی محسوس کر رہی ہیں وہ ہے عالمی بیعت۔ یہ تاریخ عالم میں پہلا واقعہ ہوا ہے کہ کوئی بیعت لی جا رہی ہے اور سارے عالم میں بیک وقت اس بیعت کے ساتھ زبانیں بھی متحرک ہوں اور دل بھی دھڑک رہے ہوں اور ایک آواز کے ساتھ اقرار کرنا ایک عجیب کیفیت دل میں پیدا کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدا کی تقدیر کا ایک اظہار تھا۔ یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہوا۔ یہ بیان کیا گیا تھا کہ ایک انگریز نو احمدی کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں بیعت کر لوں اس موقعہ پر۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فرشتوں کی تحریک تھی اتفاقی خیال نہیں تھا۔ ہمارا گزشتہ سال اس بیعت سے سج گیا

ہے۔ اس کے سر پر ایک تاج رکھا گیا ہے۔ اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ساری دنیا کی جماعت تجدید بیعت کے ذریعے اب وفاؤں اور خدمتوں کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ یہ اس بیعت کی تعبیر ہے اور آئندہ میں سمجھ رہا ہوں کہ انشاء اللہ بیعتیں اسی طرح ہوا کریں گی کہ ایک جگہ جب بیعت ہو رہی ہو گی کسی جلسہ میں تو لاکھوں بیعتیں دنیا میں ساتھ ہو رہی ہو نگی۔ اور جو کروڑ کا تصور میں نے پیش کیا تھا وہ دُور کی یا خواب وخیال یا خواہش کی بات نہیں رہی۔ میں سمجھتا ہوں اس کا وقت قریب آرہا ہے۔ کیونکہ جلسوں میں جو شریک ہوتے ہیں خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ان کے متعلق پہلے دوسرے لکھتے ہیں پھر وہ خود خط لکھنے لگ جاتے ہیں اور آج کل تو تقریباً روزمرہ میری ڈاک میں ایسے خط نکلتے ہیں کہ ہمیں ایک احمدی دوست لے آئے تھے۔ ہم مسلمان تھے احمدی نہیں تھے بلکہ بعض دفعہ تو بعض سخت نفرتوں کا شکار تھے اور ایک خطبے میں آکر ہی کایا پلٹ گئی اب ہم نے وہ کچھ دیکھا ہے جو سنی سنائی باتوں کا بالکل برعکس ہے۔ کان اور سنتے تھے آنکھیں اور دیکھتی تھیں۔ اور اب کان بھی اور سننے لگ گئے ہیں"۔ (روزنامہ الفضل ربوہ یکم جنوری ۱۹۹۴ء)

۱۹۹۳ء میں عالمی بیعت کا باقاعدہ سلسلہ جاری ہوا جو دو لاکھ سے شروع ہو کر ۱۹۹۷ء میں ۳۰ لاکھ تک جا پہنچا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

۱۹۹۳ء	۲ لاکھ سے زائد
۱۹۹۴ء	۴ لاکھ سے زائد
۱۹۹۵ء	۸ لاکھ سے زائد
۱۹۹۶ء	۱۶ لاکھ سے زائد
۱۹۹۷ء	۳۰ لاکھ سے زائد

اس عالمی بیعت میں دنیا کی بیسیوں قوموں کے درجنوں زبانیں بولنے والے لوگ بیک وقت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ ایک مسحور کن نظارہ ہے جسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے، بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

عالمی سجدہ تشکر

۱۹۹۶ء سے یہ طریق اختیار کیا گیا کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہونے والی عالمی بیعت کے بعد سجدہ شکر حضور کی اقتداء میں ادا کیا جاتا ہے اور تمام عالم کے احمدی اس سجدہ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس سجدہ کے لئے چونکہ قبلہ کی کوئی قید نہیں اس لئے احمدیوں کے ساتھ ہر چہار سمتیں گویا خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہیں۔

عالمی نعرے

جماعت احمدیہ کے جلسوں اور دیگر تقریبات کے موقع پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے جو گیت گائے جاتے ہیں کل عالم ان میں شریک ہو جاتا ہے اور زمین کے ہر خطے میں وہی راگ الاپے جا رہے ہوتے ہیں۔ یہ عالمی نعرے عجیب جوش وجذبے کا سماں پیدا کرتے ہیں اور غیروں پر اس کا غیر معمولی اثر ہوتا ہے۔

دو عدد Pizzaria برائے فروخت

خواہش مند احباب

مندرجہ ذیل ٹیلیفون نمبرز پر رابطہ کریں

Tel: 02642-981541

Fax: 02642-981541

Tel: 02642-44423

عالمی دعا

جماعتی تقاریب کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جو دعا کرواتے ہیں اس میں بھی پوری دنیا کے احمدی شریک ہو جاتے ہیں اور یہ دعا زمان ومکان کے ہر ذرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ زمین کے ہر خطہ سے ایک ہی وقت میں اٹھنے والی دعائیں حیرت انگیز انقلاب برپا کر رہی ہیں۔

چشم فلک نے پہلی بار یہ دیکھا ہے
لاکھوں ہاتھ اک ساتھ دعا کو اٹھتے ہیں
ایک مسیحا ہاتھ ہے سب کی نبضوں پر
ایک اشارے پر سب بیٹھتے اٹھتے ہیں

عالمی درس قرآن

جماعت احمدیہ میں آغاز سے ہی درس قرآن کریم کا سلسلہ جاری ہے خصوصاً رمضان المبارک کے مہینہ میں قادیان اور ربوہ میں خلفاء اور علماء سلسلہ قرآن کریم کے معارف بیان کرتے رہے ہیں۔

۷ر جنوری ۱۹۳۸ء کو قادیان کی مسجد اقصیٰ میں پہلی دفعہ لاؤڈ اسپیکر لگا تو حضرت مصلح موعودؓ نے خطبہ جمعہ میں اس توقع کا اظہار فرمایا جو پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئی کہ قادیان میں امام وقت درس دے رہا ہو اور کل عالم کے احمدی سن رہے ہوں۔

۱۹۹۳ء کے رمضان سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے عالمی درس القرآن کا سلسلہ شروع کیا جو آغاز میں ہفتہ میں دو دن تھا اور اب جمعہ کے علاوہ تمام دن نشر ہوتا ہے۔

درس قرآن کے ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ رمضان کے تفصیلی درس کے علاوہ ہفتہ میں دو دن حضور کی ترجمۃ القرآن کلاس بھی جاری ہے جو قرآن کریم کے بامعنی اور مطلب خیز ترجمہ کے لئے اپنی نظیر آپ ہے۔ اور باوجود اس کے کہ یہ صرف ترجمہ کی کلاس ہے حضور اس میں ایسے ایسے تفسیری نکات بھی بیان فرماتے ہیں کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ یہ کلاسز تعداد کے اعتبار سے ۲۰۰ سے زائد منعقد ہو چکی ہیں۔

عالمی مجالس عرفان

ایم ٹی اے نے خلیفہ وقت کی مجالس علم وعرفان کو بھی عام اور عالمگیر کر دیا ہے۔ وہ بابرکت مجالس جن میں شرکت کے لئے سینکڑوں میل کا سفر کر کے لوگ حاضر ہوتے تھے وہ اب چند قدموں کے فاصلہ پر ہیں۔ جلسہ ہائے سالانہ اور دیگر مواقع پر حضور کی عالمی مجالس سوال وجواب کئی زبانوں میں نشر ہو کر تشنگان معرفت کی پیاس بجھاتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ فیکسز کے ذریعہ موصول ہونے والے سوال اس کی عالمی حیثیت میں اور بھی اضافہ کر دیتے ہیں۔

سناؤ اس کی ادائیں دکھاؤ اس کا جمال
کہ اپنے لہجہ وگل میں وہ دیر تک بولے
پھر ایسی بات کوئی زیر گفتگو لاؤ
کسی بہانے وہ محفل میں دیر تک بولے

عالمی نکاح وشادی

کئی تقریبات ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر انفرادی اور ذاتی رنگ رکھتی ہیں مگر محبت ہر فاصلے کو پھلانگ کر اس کا حصہ بننے کی کوشش کرتی ہے اور جماعت احمدیہ میں تو یہ للّٰہی محبت اپنے عروج پر ہے۔ ہر احمدی کی خوشی سب کی خوشی ہے۔ خصوصاً ایسی خوشی جس کا مرکز امام وقت ہو۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ر اپریل ۱۹۹۳ء کو اپنی تیسری بیٹی کا نکاح پڑھایا اور عالمی جماعت کے اصرار پر یہ پہلا عالمی نکاح بن گیا اور ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ خوشی ہر احمدی کی ذاتی خوشی بن گئی۔ حضور انور نے ۱۶ر اپریل ۱۹۹۳ء کو خطبہ جمعہ میں اس نکاح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"گزشتہ کچھ عرصہ سے مجھ پر مختلف طرف سے یہ محبت بھرا دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ میں اس جمعہ پر اس نکاح کو اس طرح شامل کر لوں کہ یہ بیک وقت تمام دنیا میں دیکھا اور سنا جانے والا نکاح بن جائے اور اس طرح اس تاریخ ساز سال کے کرشموں میں ایک اور اضافہ ہو۔ لیکن طبیعت پر اس خیال سے یہ بات گراں گزرتی تھی کہ میری بیٹی ہے اور خود اسی کے ذریعہ اس سلسلہ کا آغاز کرنا شاید کسی دل پر گراں نہ گزرے لیکن باہر سے بھی ایسے خطوط آنے شروع ہوئے جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ محبت کرنے والے احباب جماعت جو خواہش رکھتے ہیں کہ یہاں آئیں لیکن آ نہیں سکتے ان کی خواہش ہے کہ اس نکاح کو عالمی نکاح بنا دیا جائے تو ہم جہاں جہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہاں وہاں اس نکاح کی خوشی میں شامل ہو جائیں۔ چونکہ یہ پرخلوص قلبی تعلق کا اظہار بھی ہے اور جماعت کا مجھ پر ایک حق بھی ہے یہ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ آج کے خطبہ اور نمازوں کے بعد انشاء اللہ بین الاقوامی سلسلوں کے ذریعہ یہ عالمی نکاح بھی پڑھا جائے گا۔ (روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۴ر جون ۱۹۹۳ء)

اس کے بعد اور بھی نکاح عالمی رابطوں کے ذریعے پڑھے جا چکے ہیں۔ ۵ر مارچ ۱۹۹۷ء کو حضور انور کی سب سے چھوٹی صاحبزادی عطیۃ الحبیب طوبیٰ کی تقریب رخصتانہ محترم مرزا بشیر احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب کے ساتھ ربوہ میں منعقد ہوئی اس تقریب کا تاریخ ساز لمحہ وہ تھا جب حضور ایم ٹی اے کے ذریعہ اس تقریب میں شامل ہوئے۔ رخصتانہ میں حاضر ہونے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی اور دنیا بھر کے احمدی اس تقریب میں شریک ہو گئے۔ جب حضور ربوہ میں تقریب سے خطاب فرما رہے تھے اس وقت لندن میں انٹرنیٹ (Internet) کے ذریعہ اس تقریب میں جھلکیاں نظر آ رہی تھیں جنہیں ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں دکھایا گیا۔

عالمی دعائے مغفرت

امام وقت کی دعا مرحومین اور ان کے ورثاء کے لئے تسکین قلب کا حکم رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو تسکین کا یہ ذریعہ بھی حاصل ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیسیوں بلکہ سینکڑوں جنازے پڑھائے ہیں لیکن بعض ایسے خوش قسمت اور خدمت گزار بھی تھے جن کی نماز جنازہ کی تقریب ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر کی گئی اور کل عالم کے احمدی خاموش دعاؤں کے ساتھ اس میں شریک ہو گئے۔ ان میں سے ایک محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی تھے۔ ان کا جنازہ ۲۲ر نومبر ۱۹۹۶ء کو لندن میں پڑھا گیا اور کل عالم نے دیکھا اور دعاؤں میں شرکت کی۔

یہ وہ عجیب وغریب نظارے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ ہمارے لئے ممکن بنا دیئے ہیں۔ اس احسان پر خدا کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اور جماعت احمدیہ مسلمہ ایک عالمگیر اسلامی جماعت ہے۔ اس کے امام عالمی امام ہیں اور بلاشبہ یہی وہ جماعت ہے جس کے ذریعہ دین اسلام کا عالم کے دیگر تمام ادیان پر غلبہ اور تمام بنی نوع انسان کا عالمی وحدت کی لڑی میں پرویا جانا مقدر ہے۔

مکرم محمد اکبر اقبال صاحب مرحوم

(مرزا ناصر محمود ۔ مربی سلسلہ)

میرے ابا جان محترم محمد اکبر اقبال صاحب (آف کنری سندھ)، ۹ر فروری ۱۹۹۸ء کو یوگنڈا میں چوروں کے حملہ کے نتیجے میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ خدا کی تقدیر غالب آئی اور محترم والد صاحب نے ۱۴ر اور ۱۵ر فروری کی درمیانی شب رات تین بجے شہادت پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر دل وجان سے راضی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ کے امی جان کے نام تعزیتی خط نے نہ صرف امی جان اور ہم بہن بھائیوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی ڈھارس بندھائی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

محترم والد صاحب ۲۵ر جنوری ۱۹۲۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے اور یہیں لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ کچھ عرصہ آپ نے ریلوے میں کام کیا لیکن محکمہ میں بے ایمانی اور فراڈ سے بددل ہو کر استعفیٰ دے دیا۔ اور کچھ عرصہ بعد ہی قریباً ۱۸ سال کی عمر میں (۱۹۴۳ء میں) اپنی زندگی وقف کر دی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو سندھ جیننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری، کنری سندھ میں بھجوا دیا۔ جہاں ایک لمبا عرصہ آپ کو خدمت کی توفیق ملی۔ بعدہ ۱۹۹۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوگنڈا بھجوا دیا۔ جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضلوں سے انہیں آخر دم تک خدمت دین کی توفیق دی۔ کنری سندھ میں ابا جان ایک لمبا عرصہ امیر جماعت بھی رہے۔ ابا جان کی بڑی خواہش تھی کہ آخر دم تک اللہ تعالیٰ انہیں خدمت دین کی توفیق دے۔ چنانچہ ابا جان نے مجھے ایک مرتبہ اسپین میں ایک خط تحریر کیا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خدمت کرتا ہوا شہید ہوں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید ہوں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید کیا جاؤں۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے میں نے ہمیشہ ابا جان مرحوم کو نماز اور پھر نماز باجماعت کی پابندی کرتے دیکھا ہے۔ کبھی نماز تہجد چھوڑتے نہیں دیکھا۔ ابا جان پوری زندگی ایمانداری کے وصف پر سختی سے قائم رہے۔ آج ہم ابا جان کی پچھلی زندگی پر نظر دوڑاتے ہیں تو محنت، کوشش اور دعا کا مرکب نظر آتی ہے۔ جب ہم چھوٹے تھے تو روزانہ نماز مغرب کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا درس ہمارے گھر ہوتا تھا۔ اور بعد میں ابا جان اس کی تشریح میں بھی مزید باتیں سمجھاتے تھے۔ جس میں اکثر ہمیں یہ سمجھاتے تھے کہ خلافت کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا۔ خلیفہ وقت کو ہمیشہ خط لکھتے رہا کرو اور ان سے ذاتی تعلق رکھو۔ اسی طرح نظام جماعت کی قدر اور عزت کرنے کا کہتے تھے کہ ساری برکت اور ساری کامیابی نظام جماعت کے ساتھ وابستگی میں ہے۔ عملی زندگی میں ہم نے ابا جان کو سختی سے اس پر عمل پیرا ہوتے دیکھا۔ محترم والد صاحب کی نماز جنازہ ۱۸ر فروری کو صبح نو بجے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں محترم مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پڑھائی اور بعد ازاں قبر پر دعا کرائی۔ جس میں کثیر تعداد میں اہالیان ربوہ نے شرکت کی۔

آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔ آپ نے چار بیٹے اور دو بیٹیاں اور ۱۲ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ہم سب کو ابا جان کی نیکیوں کا وارث بنائے۔ آمین

☆......☆......☆

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

بڑھاپے اور بوڑھوں کے مسائل پر غور و خوض کے لئے ایڈلیڈ میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس کی روئیداد

بہتر غذا اور علاج میسر آجانے کے نتیجہ میں لوگوں کی عمریں دراز ہورہی ہیں لیکن بوڑھوں کے ساتھ بڑھاپے کے مسائل بھی لگے ہوتے ہیں جیسے بڑھاپے کے عوارض اور بوڑھوں کی نگہداشت غذا اور علاج وغیرہ۔ ایک بین الاقوامی تنظیم International Association of Gerontology ان مسائل پر غور کرنے کے لئے ایک سالانہ کانفرنس منعقد کرتی ہے جس میں سائنس دان اور ڈاکٹر صاحبان اپنی اپنی تحقیقات پیش کرتے ہیں۔ اس تنظیم کی سولہویں کانگرس حال ہی میں ایڈلیڈ، آسٹریلیا میں منعقد ہوئی ہے جس پر ایک رپورٹ پیش خدمت ہے۔

ایک مقالہ ایسی ریسرچ پر مبنی تھا جو سو سال کی عمر کو پہنچنے والے ایک ہزار افراد پر کی گئی تھی۔ ان سب افراد میں بعض خصوصیات مشترک تھیں مثلاً ان کی زندگی گزارنے کا ڈھب صحت مندانہ تھا۔ انہوں نے اپنے والدین سے لمبی عمر کے جینز (Genes) ورثہ میں پائے تھے۔ وہ جذباتی طور پر جلد مشتعل ہو جانے والے نہ تھے بلکہ جذباتی استحکام اور حوصلہ لینے کی صلاحیت پائی جاتی تھی۔ وہ رجائیت پسند تھے یعنی بجائے مایوسی میں مبتلا رہنے کے پر امید رہا کرتے تھے۔ وہ کم خور تھے اور پیدل چلنے کے عادی تھے۔ وہ صحت پر منفی اثرات ڈالنے والی باتوں سے بالعموم اعراض کرتے تھے جن سے خواہ مخواہ دل جلتے رہیں جیسے غصہ، حسد، تکبر اور خوف وغیرہ۔ ایک تحقیق سے یہ بھی پتہ لگا کہ پہاڑی علاقوں میں رہنے والے جن کو اوپر نیچے پیدل آنا جانا پڑتا ہے اور سادہ زندگی بسر کرتے ہیں ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔

امریکہ کے Dr Hagberg نے اپنے مقالہ میں بتایا کہ انہوں نے جن سو سال سے زیادہ عمر پانے والے افراد کی زندگیوں کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ سبھی فرض شناس لوگ تھے۔ انہوں نے اپنی کام کرنے کی عادت کو کبھی بھی ترک نہیں کیا جو عادت بچپن سے ڈالی اسے عمر بھر خوب نبھایا۔ انہوں نے کاہلی اور نکماپن سے زندگی کو بے مقصد نہیں ہونے دیا۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی مقصد سامنے رکھا۔ ان کی زندگی کے سٹائل کو ایک فقرہ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ "They would rather wear out than rust out" کہ وہ بوڑھے ہو کر وقت کے ساتھ گھس تو سکتے ہیں لیکن پڑے پڑے زنگ آلود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس اصول میں بھی استثناء ہوتے ہیں۔ فرانس کی سب سے لمبی عمر پانے والی عورت جس نے ۱۲۲ سال کی عمر پا کر دنیا میں لمبی عمر کا ریکارڈ قائم کیا اور حال ہی میں فوت ہوئی ہیں یعنی Jeanne Calment غالباً اس اصول سے مستثنیٰ تھیں۔ انہوں نے ایک آرام دہ زندگی گزاری۔ بہت تھوڑا کام کیا لیکن اتنا ضرور تھا کہ اپنے آپ کو ہمیشہ چست (Active) رکھا۔ انہوں نے زندگی بڑی خود مختاری سے گزاری۔ ان کی طبیعت میں مزاح کا عنصر بھی خوب تھا۔ ہمیشہ خوش باش رہا کرتی تھیں اور کسی کا گلہ شکوہ کرنے سے تو کوسوں دور تھیں۔ ان کو اپنی مشکلات اور پریشانیوں کو بھلا دینے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔

ڈاکٹر پون نے کہا کہ سو سال سے زائد عمر پانے والے لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ مفید ہے۔ کیونکہ اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ انسان اپنی زندگی کس طرح گزارے اور کہ وہ اپنی حیاتیاتی عمر کی حد تک (جو قدرتی طور پر مقرر ہے) پہنچ سکے۔ یہ سو سالہ سبھی لوگ ایسے ہیں جو اپنے جینز میں ودیعت کردہ عمر (Biological Survival) کی حدود تک تو پہنچ چکے ہیں یا ان سے بھی تجاوز کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر سنگھ کا مقالہ "ورزش کے ذریعہ ڈیپریشن کا علاج" کے موضوع پر تھا۔ انہوں نے ڈیپریشن کے مریضوں میں سے ۳۲ افراد قرعہ اندازی سے لئے اور انہیں دس ہفتوں تک اپنی نگرانی میں ہفتہ میں تین بار ۴۵ منٹ کے لئے ورزش (وزن اٹھانا) کرائی۔ بعد ازاں مزید دس ہفتوں کے بعد ورزش کرنے والے ۸۰ فیصد افراد ڈیپریشن کی مرض سے نجات پا چکے تھے۔ دوسرا گروپ جو صرف دوائیں استعمال کرتا تھا ان میں سے صحت حاصل کرنے والوں کی تعداد ۳۸ فیصد تھی۔ لیکن ان کو دواؤں کے اثرات (Side Effects) کی وجہ سے کنفیوژن، کم خوابی اور گرنے کی تکلیف تھی۔ لہذا ان کی تحقیق کے مطابق مناسب ورزش اور سیر وغیرہ ڈیپریشن کا عمدہ قدرتی علاج ہے۔

ڈنمارک کے Prof.Andrus Vidik نے چوہوں پر ورزش کے اثرات کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو چوہے باقاعدہ جسمانی مشقت (Excercise) کرتے تھے ان کے جسموں کے اعصاب زیادہ مضبوط اور فعال تھے۔ بہ نسبت ان چوہوں کے جن کو آرام سے بٹھا چھوڑا تھا۔

ایک امریکی ریسرچ پیش کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ وہ بوڑھی عورتیں جو باقاعدہ سیر کرتی تھیں ان کے جسم کا بیماریوں کے خلاف مدافعتی نظام (Immune System) ان دوسری عورتوں کے مقابلہ میں بہت بہتر پایا گیا جو ورزش نہیں کرتی تھیں۔

ایک اور امریکی تحقیق کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ لوگ جو بڑھاپے میں بھی دم خم اور جوش و جذبہ رکھتے ہیں وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو طبعاً رجائیت پسند ہوتے ہیں یعنی چیزوں کا روشن پہلو دیکھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو جسمانی و ذہنی طور پر مستعد اور فعال رکھتے ہیں۔ ایسے افراد ہر عمر کے شخص سے گھل مل جاتے ہیں اور زندگی کو با مقصد گزارتے ہیں۔ زندگی میں خلا نہیں آنے دیتے۔

ایک ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ریسرچ کے دوران ایسی بات بھی بعض افراد میں مشاہدہ کی ہے جو عام تجربہ کے خلاف ہے اور وہ یہ کہ بعض چیزیں گو مسلّمہ طور پر عمر کو کم کرتی ہیں جیسے جینیاتی نقائص (Genetic Defects)، بلڈ پریشر اور سگرٹ نوشی وغیرہ لیکن بعض لوگ ایسے بھی مشاہدہ میں آئے ہیں جن پر ان چیزوں نے کوئی برا اثر نہیں ڈالا تھا۔ یعنی ان خرابیوں کے باوجود انہوں نے خاصی لمبی عمریں پائیں بلکہ یوں لگتا ہے جیسے یہ باتیں بالواسطہ طور پر الٹا ان کی حفاظت کر رہی ہوں۔

(بحوالہ سڈنی ہیرلڈ ۲۱.۸.۹۷)

☆......☆......☆

چاند پر پانی کی تلاش

آصف علی پرویز۔ لندن

مورخہ ۶/جنوری ۱۹۹۸ء کو ایک راکٹ جس کا نام Lunar Prospector ہے، چاند کی طرف اڑایا گیا۔ اس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ چاند کے جنوبی قطب میں بعض شہاب ثاقب کے گرنے سے ہزاروں میل چوڑے اور تقریباً بارہ میل گہرے گڑھے میں برف کی موجودگی کا پتہ چلایا جاسکے۔ ان گڑھوں پر سورج کی روشنی براہ راست نہیں پڑتی چنانچہ وہاں کا درجہ حرارت بہت ہی ٹھنڈا (یعنی منفی ۲۸۰ ڈگری) ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ برف کے ٹکڑے بعض شہاب ثاقب کے ہمراہ منجمد حالت میں چاند پر کھربوں سال قبل گرے اور آج تک موجود ہیں۔

برف کی موجودگی چاند پر مصنوعی طور پر رہائش رکھنے میں بڑی مد و معاون ہو سکتی ہے۔ اس برف کو پگھلا کر پانی میں تبدیل کیا جاسکے گا جس سے فصلیں اگائی جاسکتی ہیں۔ پانی چونکہ نہایت ہی اہم گیسوں یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مرکب ہے اس لئے اس میں سے آکسیجن سانس لینے میں استعمال کی جائیگی اور ہائیڈروجن کی مدد سے راکٹ دوسرے سیاروں اور ستاروں کو بھجوائے جاسکیں گے۔ اگر واقعی برف کی تلاش میں کامیابی ہوگئی تو کوئی بعید نہیں کہ اگلی صدی میں چاند پر انسانوں کے لئے گھر بن سکیں۔

Lunar Prospector چاند پر خود نہیں اترے گی لیکن یہ بعض خاص شعاعیں جنہیں S-Band Radiowavs کا نام دیا گیا ہے اس گڑھے پر پھینکے گی۔ وہاں سے یہ شعاعیں جب واپس آئیں گی تو ان کا تجزیہ کرنے کے بعد سائنس دان یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ ان گڑھوں میں برف موجود ہے یا نہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ تحقیقی نتائج اگلے ایک دو سالوں میں سامنے آسکیں گے۔

خدائے رحمان کا یہ احسان بہت بڑھ کر ہمارے سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں زندگی کی تخلیق سے قبل وافر مقدار میں پانی مہیا فرمایا۔ اور بادلوں کے ذریعے ایسا نظام مقرر فرمایا کہ پانی مختلف چکروں میں سے گزر کر دوبارہ زمین پر ہی واپس آتا ہے۔ اگر ایسا نظام قائم نہ کیا جاتا تو زندگی زمین سے کب کی معدوم ہو چکی ہوتی۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵/فروری بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ رفعت جبین قریشی صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید قریشی صاحب آف ایسٹ لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مکرم عبدالرشید قریشی صاحب کو وکالت مال لندن میں رضاکارانہ خدمت کی سعادت حاصل ہے۔

اس موقع پر مکرم محمد اکبر اقبال صاحب آف کنری سندھ کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ آپ واقف زندگی تھے اور یوگنڈا میں خدمت بجا لا رہے تھے کہ ۹/فروری کو چوروں نے آپ کے گھر پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں آپ شدید زخمی ہوئے اور چند دن جنجہ کے ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد ۱۴ اور ۱۵ فروری ۱۹۹۸ء کی درمیانی شب اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اور یوں دیار غیر میں خدمت دین میں اپنی جان قربان کی۔ آپ نہایت مخلص باوفا خادم دین تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مرزا ناصر محمود صاحب واقف زندگی (سابق مبلغ سپین) ہیں اور ان دنوں نظارت اصلاح و ارشاد میں مرکزیہ میں کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ: حقوق انسانی کا مسئلہ

از صفحہ نمبر ۴

سیکوٹو ایمپائر نے شمالی نائجیریا میں انگریزوں کا مقابلہ کیا اور اس کے ماتحت علاقوں گنی اور سینیگال میں فرانسیسیوں کے خلاف مدافعت کرتے رہے۔ مغربی افریقہ میں یہی علاقے تھے جہاں یورپین استعماریت کے خلاف باقاعدہ ہتھیاروں سے جنگ لڑی گئی۔

ہندوستان میں دہلی سلطنت کے زمانہ میں اور پھر مغلیہ دور میں نہ صرف عوام خوشحال تھے بلکہ غیر مسلم باشندے بھی حکومت میں اعلیٰ ترین مناصب پر پہنچے۔ حتی کہ اورنگ زیب نے (جس کو اسلامی شوق کی وجہ سے سب سے زیادہ متعصب بادشاہ سمجھا جاتا ہے) ایک ہندو راجہ جے سنگھ کو سو فی صد مسلم علاقہ افغانستان کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اکبر اعظم کے زمانہ میں حکومت میں ہندوؤں کو اتنا رسوخ حاصل تھا کہ وہ درباری سازشوں میں بھی شامل ہو جاتے تھے۔ لیکن پھر بھی اکبر کی رواداری میں فرق نہ آیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب قیام پاکستان پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے آزادی کا پروانہ دیتے ہوئے پاکستان دستور ساز اسمبلی میں تقریر میں توقع ظاہر کی کہ پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ اکبر کی پالیسی کی طرح حق و انصاف کا سلوک کیا جائیگا۔ تو قائداعظم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم کو اکبر کی مثال کی ضرورت نہیں بلکہ یہ حسن سلوک ہم نے اپنے نبی محمد رسول اللہ ﷺ سے سیکھا ہے۔ اور یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے محض ایک سیاسی بیان کے طور پر نہیں کی بلکہ ماؤنٹ بیٹن کا جواب دیتے ہوئے تین دن پہلے ۱۱/اگست کو دستور ساز اسمبلی کے پہلے صدر اور ملک کے گورنر جنرل کی حیثیت سے وہ یہ پالیسی بیان دے چکے تھے کہ سب مذاہب کے ماننے والے پاکستان میں برابر درجے کے شہری ہونگے اور کوئی تمیز نہ رہے گی حتی کہ مسلمان مسلمان نہ رہے گا، ہندو ہندو نہ رہے گا اور عیسائی عیسائی نہ رہے گا۔ مذہبی حیثیت سے نہیں کیونکہ یہ ایک ذاتی معاملہ ہے حکومت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ ملک کے شہری ہونے کے لحاظ سے۔ دنیا حیران تھی کہ مسلمان اکثریتی علاقوں میں حکومت میں غیر مسلموں کو برابر کے شہری حقوق کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ یہی بات مسلمان ہندوؤں سے مانگتے تھے کہ آزاد ہندوستان میں برابر ہونے کی ضمانت دی جائے اور ہندو جمہوریت کی آڑ میں اکثریتی حکومت پر ڈٹے ہوئے تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے پہلے پالیسی سٹیٹمنٹ میں اس کی ضمانت کا اعلان کیا تھا۔ بد قسمتی سے پاکستان کے بعد میں آنے والے حکمرانوں نے اس اصول کو ہلا کر نہ صرف غیر مسلموں کے لئے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کرسکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com

محترم پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۰/نومبر ۹۷ء میں محترم پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب کا ذکر خیر ان کی اہلیہ محترمہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے-

محترم صدیقی صاحب ۶/جون ۱۹۲۰ء کو موضع سوہاوہ (منڈی بہاؤالدین) کے ایک نیک اور غریب بزرگ حضرت حکیم محمد صدیق صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ہاں پیدا ہوئے جن کا ذریعہ معاش معمولی حکمت کا کام تھا اور ان کو یہ توفیق بھی نہیں تھی کہ اپنے بیٹے کی تعلیم کے اخراجات برداشت کرسکیں- چنانچہ محترم صدیقی صاحب جب سکول میں داخل ہوئے تو تعلیمی اخراجات آپکے چچا نے برداشت کئے- پانچویں جماعت پاس کی تو والد نے ایک لوہار کی دوکان پر کام سیکھنے کے لئے رکھوادیا- پہلے روز ہی آپ سارا دن دوکان پر بیٹھے روتے رہے اور رات کو اپنے والدین سے اصرار کیا کہ آپ کو مزید پڑھنا ہے چنانچہ آپ کو دوبارہ سکول میں داخل کروادیا گیا- آٹھویں پاس کرنے کے بعد آپ نے مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کرکے سکول میں استاد ملازم ہوگئے- اسی دوران میٹرک پاس کیا اور جامعہ احمدیہ میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کرکے مربی بن گئے-

ابھی آپ کی شادی کو ایک سال بھی نہیں ہوا تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو تبلیغ کے لئے اٹلی جانے کا ارشاد فرمایا اور آپ ۱۸/دسمبر ۱۹۴۵ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور بمبئی سے بحری جہاز کے ذریعے سفر کرکے لندن پہنچے جہاں ۶ ماہ قیام کرنے کے بعد جولائی ۴۶ء میں اٹلی پہنچے- اس وقت جماعت کی مالی حیثیت ایسی تھی کہ آپ کو کوئی خرچ نہ بھجوایا جاسکتا تھا- چنانچہ پہلے تو آپ نے اپنی چیزیں بیچ کر کھانے پینے کا بندوبست کیا لیکن اس کے بعد فاقہ کشی تک نوبت پہنچ گئی- ایک دوست کے کہنے پر معمولی اشیاء سڑکوں پر بیچ کر گزارہ کرتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش کے مطابق ٹیوشن پڑھانے کا بندوبست فرمادیا- کچھ عرصے بعد آپ کو واپس لندن بلاکر سیرالیون بھجوادیا گیا جہاں آپ کا قیام چار سال تک رہا- وہاں سے واپس پاکستان آنے کا حکم ملا اور آپ غانا اور سوڈان میں مختصر قیام کے بعد ربوہ آگئے- پاکستان واپس پہنچ کر محترم صدیقی صاحب پہلے جامعہ نصرت میں ٹیچر رہے اور اسی دوران پرائیویٹ طور پر F.A. اور B.A. کے امتحانات پاس کئے اور پھر پنجاب یونیورسٹی سے اسلامیات اور عربی میں M.A. کی ڈگریاں حاصل کیں- کچھ عرصہ تعلیم الاسلام کالج سے وابستہ رہے اور پھر گھٹیالیاں میں بطور پروفیسر تقرر ہوا جہاں سات سال تدریس کے فرائض سرانجام دیئے- پھر دوبارہ ربوہ کالج میں تعینات ہوئے اور ۸/اگست ۹۷ء (یعنی وفات تک) باقی تمام عرصہ ربوہ میں ہی مقیم رہے-

محترم صدیقی صاحب نے انتہائی سادہ اور خاموش زندگی بسر کی- سفید اور سادہ لباس جو استری سے بے نیاز ہوتا زیب تن رکھتے تھے- بہت حلیم تھے، بے شمار بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی- اپنی تکالیف اور پریشانیوں کا کبھی کسی سے شکوہ نہ کرتے بلکہ ہر معاملہ خدا پر چھوڑ دیتے-

-......☆......☆......☆......-

محترم سید محمد اقبال حسین صاحب اور محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۲/نومبر ۹۷ء میں مکرم سید منصور احمد بشیر صاحب اپنے والد محترم سید محمد اقبال حسین صاحب کا ذکر خیر کرتے ہیں- محترم سید صاحب قریباً ۱۹۰۰ء میں نور محل ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے- آپکے والد اور تینوں بھائی پٹواری اور قانونگو تھے- آپ کے کئی عزیزوں کو اصحاب احمدؑ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا- ایک بڑے بھائی حضرت سید محمد حسین شاہ صاحبؓ (جو ڈاکٹر نسیم بابر شہید کے دادا تھے) قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ کی زمینوں کے مختار عام بھی رہے- محترم اقبال صاحب نے ایسے ہی نیک ماحول میں آنکھ کھولی اور ۱۹۱۳ء میں، جب آپ نویں جماعت کے طالبعلم تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی- میٹرک اور B.A. تک تعلیم آپ نے لدھیانہ سے حاصل کی اور ہر مرحلہ میں وظیفہ حاصل کیا اور BT کرکے پیشہ تدریس سے وابستہ ہوگئے- دوران تعلیم ہی آپ نے ذاتی شوق سے کتب سلسلہ کا انگریزی زبان میں ترجمہ شروع کردیا تھا- جلد ہی آپ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور ۵۴ء میں جب اس عہدہ سے ریٹائر ہوئے تو آپ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فرائض انجام دے رہے تھے-

آپ کی زندگی کی نمایاں خصوصیت نماز باجماعت کا قیام تھا جس کی راہ میں آندھی، طوفان کوئی چیز حائل نہ ہوسکتی تھی- جب تک چلنے سے معذور نہیں ہوگئے اس وقت تک فجر کی نماز کے لئے قریبی دوستوں کو جگانے کا فریضہ بھی نبھاتے رہے- تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے اور اس میں آہ و زاری آپ کا معمول تھا- قرآن کریم سے والہانہ لگاؤ تھا- آخری عمر تک قرآن کا ترجمہ و تفسیر سیکھنا اپنا مقصد بنائے رکھا- آخری عمر میں اپنی معمولی پنشن سے حصہ وصیت ادا کرنے کے بعد تفسیر کبیر کا سیٹ بھی خریدا- رمضان میں افطاری سے قبل سب کو اکٹھا کرکے اجتماعی دعا کرواتے- تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہد تھے- ویسے بھی اپنی آمد کا قریباً چوتھائی حصہ پیش کردیا کرتے تھے- وصیت بہت پہلے کردی تھی اور حصہ وصیت دسویں حصہ سے بتدریج بڑھاتے ہوئے تیسرا حصہ کردیا تھا- آخر تک اپنے عزیزوں کو شدت سے عبادت اور چندوں کی ادائیگی کی تلقین کرتے رہے-

محترم اقبال شاہ صاحب بہت سادہ اور منکسر المزاج تھے- سینکڑوں طلبہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا- کئی غریب طلبہ کو مفت ٹیوشن دی- آپ نے کسی ایسے موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا جب غیر قانونی ذرائع سے مال و دولت اکٹھی کی جاسکتی تھی خصوصاً طلبہ کے نتائج تبدیل کرنے کے بارے میں آپ نے ہر درخواست کو ٹھکرادیا- آپ ایک کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے- تقسیم ملک سے قبل اپنے علاقہ میں مرکز سے علماء منگواکر جلسے کرواتے اور حاضرین کے کھانے کا خود انتظام کیا کرتے تھے- جلسہ سالانہ کے دنوں میں اپنے خاندان کے افراد کو اکٹھا کرکے بچوں کے علمی مقابلے کرواتے اور انعامات دیتے-

جب محترم اقبال صاحب ریٹائرڈ ہوئے تو اس وقت تک ٹوبہ ٹیک سنگھ میں احمدیہ مسجد نہیں تھی اور مخالفت کی وجہ سے مسجد کے لئے زمین لینا بھی مشکل تھی- چنانچہ آپ نے نقل مکانی سے قبل ایک دس مرلہ کا پلاٹ شہر میں خریدا اور اسے نصف قیمت پر جماعت کے نام منتقل کردیا- اسی پلاٹ پر بعدازاں مسجد اور مربی ہاؤس تعمیر ہوا-

۱۷/جون ۹۲ء کو آپ کی وفات قریباً ۹۲ برس کی عمر میں ہوئی-

روزنامہ "الفضل" ربوہ کی ۴/دسمبر ۹۷ء کی اشاعت میں مکرمہ مبارکہ منیر احمد صاحبہ اپنی والدہ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم سید محمد اقبال حسین صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ حضرت ڈاکٹر غلام دستگیر صاحبؓ کی بیٹی تھیں اور ابھی بارہ برس کی تھیں کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا- شاید بچپن کی اسی یتیمی کی وجہ سے آپ یتیموں کے لئے بہت دردمند دل رکھتی تھیں چنانچہ دو یتیم لڑکیوں اور ایک یتیم لڑکے کی اپنے بچوں کی طرح پرورش کی- اپنے بچوں کے ساتھ تعلیم دلوائی اور بچیوں کے جہیز اپنی بیٹیوں کی طرح کے تیار کئے حتیٰ کہ کپڑوں کے رنگ بھی ایک جیسے خریدے-

مرحومہ نے پہلے خود اردو، انگریزی اور قرآن کریم کی تعلیم گھر میں حاصل کی اور پھر ساری زندگی قرآن کریم کی تعلیم دینے میں بسر کردی- اپنی اولاد کی تربیت کی خاطر ۱۹۳۵ء میں قادیان منتقل ہوگئیں اور وہاں لجنہ کی بھی خوب خدمت کی توفیق پائی- عبادت سے آپ کو عشق تھا اور آخری عمر میں نسیان کے مرض میں مبتلا تھیں لیکن ایسے میں بھی عبادت کرنا کبھی نہ بھولیں-

-......☆......☆......☆......-

جناب طاہر عارف کی ایک نظم مطبوعہ روزنامہ "الفضل" ۲۸/نومبر ۹۷ء سے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں

ہوں مبارک وسعتیں اے طائرِ ابیض تجھے
پنچھئ بے حال تو روتا بے چارہ ہے اِدھر
ربطِ دل قائم رہے تو کچھ نہیں یہ فاصلے
ان کو واں پر خیر ہے ہم کو گوارا ہے اِدھر

-......☆......☆......☆......-

ایک قرارداد تعزیت

حضرت مولانا نذیر احمد مبشر صاحب کی وفات پر جماعت احمدیہ غانا کی طرف سے جو قرارداد تعزیت پیش کی گئی وہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸/دسمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے- قرارداد میں حضرت مولانا کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے تحریر ہے کہ اگرچہ آپ کی امارت کے دور میں غانا اقتصادی لحاظ سے بڑی مشکل صورتحال سے دوچار تھا تاہم آپ کی محنت، ہمت، اعلیٰ منصوبہ بندی اور خداداد فراست کے نتیجہ میں جماعت کو غیر معمولی ترقیات نصیب ہوئیں- غانا میں بہت سے احمدیہ سکولز قائم کئے گئے اور حکومت نے جماعت کو ایک تعلیمی یونٹ کے طور پر تسلیم کرلیا- یہ پہلا موقع تھا کہ کسی مسلم جماعت کو اس حیثیت میں تسلیم کیا گیا-

آپکے دور میں غانا کے دور دراز علاقوں میں پہلی مرتبہ احمدیت کا پیغام پہنچا اور بڑی بڑی جماعتیں قائم ہوئیں- اس ابتدائی دور میں آپ نے غانا میں احمدیہ پریس کے قیام کی منصوبہ بندی شروع کی- آپ کے دور میں سالٹ پانڈ کی احمدیہ مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا جو گنبدوں اور میناروں والی ملک کی پہلی مسجد تھی اور اس کی افتتاحی تقریبات میں غانا کے بانی صدر ڈاکٹر کوامے نکرومہ بھی تشریف لائے- اسی طرح احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول کماسی کا آغاز بھی آپکے دور میں ہوا جس کی افتتاحی تقریب میں بھی ڈاکٹر نکرومہ نے شرکت کی اور اس سکول سے فارغ التحصیل طلبہ آج بڑے بڑے عہدوں اور وزارتوں پر فائز ہیں- سرکاری سطح پر صدر مملکت سمیت کئی اہم شخصیات کے آپ سے ذاتی تعلقات تھے چنانچہ وہ بلاتردد جماعتی تقریبات میں شامل ہوتے تھے- آپ کے دور میں ہی غانا سے جامعہ احمدیہ ربوہ کے لئے طلبہ بھجوانے کا سلسلہ شروع ہوا-

حضرت مولانا کے ایک صاحبزادے محترم ڈاکٹر نصیر احمد مبشر صاحب کو بھی مجلس نصرت جہاں کے تحت بطور میڈیکل ڈاکٹر کافی عرصہ خدمت کا موقعہ ملا ہے-

حضرت مولانا بہت دعاگو انسان تھے اور آپ کی دعاؤں سے بارہا جماعت کے کئی مشکل مسائل حل ہوئے-

-......☆......☆......☆......-

قبولیتِ دعا کے دو ایمان افروز واقعات

روزنامہ "الفضل" ۸/دسمبر ۹۷ء میں محترمہ بی بی سکینہ صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے انکے بیٹے مکرم نصیر احمد صاحب رقمطراز ہیں کہ جب بھی بی بی سکینہ سے کوئی اپنا دکھ بیان کرتا وہ دکھ پھر بی بی سکینہ کا دکھ بن جاتا اور وہ خدا تعالیٰ کے حضور سربسجدہ ہو جاتیں اور جلد ہی اس دکھی کو دعا کے نتیجہ میں پیغام مل جاتا- میرے چچازاد بھائی میجر لطیف احمد خان جنگ پاک و ہند ۷۱ء کے وقت ڈھاکہ میں تھے- ان کی والدہ گھبرائی ہوئی میری والدہ کے پاس آئیں اور دعا کی درخواست کی- میری والدہ نے دعا کرکے بتایا کہ انشاءاللہ وہ زندہ سلامت واپس آئے گا- پھر جنگ بندی ہوئی تو ۹۰ ہزار فوجی جنگی قیدی بنالئے گئے اور میجر صاحب کی والدہ دوبارہ دعا کے لئے حاضر ہوئیں تو میری والدہ نے پہلے والا جواب دہرادیا...... چند ہی دنوں بعد میجر صاحب زندہ سلامت پہنچ گئے اور بتایا کہ وہ اپنے افسر کے ہمراہ ڈھاکہ سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے برما پہنچ گئے تھے اور وہاں کچھ روز قیام کرکے پاکستان آگئے-

مضمون نگار قبولیت دعا کا ایک اور واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میرے چہرے کے دائیں طرف شدید درد رہتا تھا اور کسی طور آرام نہیں آتا تھا- میری والدہ نے مجھے خط لکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ آج کل کراچی میں ہیں، ان سے ملاقات کرکے میرا پیغام دو کہ تمہارے چہرے کے دائیں طرف دم کردیں- میں نے ملاقات کرکے پیغام پہنچایا تو حضورؒ نے اسی وقت اپنے دونوں گداز ہاتھوں سے میرے چہرے کو تھام لیا- کچھ دیر زیرلب دعا کی اور زور سے میرے چہرے پر پھونک ماری- وہ لمحہ میرے لئے ایسا یادگار تھا جسے میں تاحیات نہیں بھول سکتا- ساتھ ہی حضورؒ نے مجھے ہومیوپیتھک کا نسخہ لکھ کردیا- چنانچہ جلد ہی مجھے چہرے کی درد سے چھٹکارا مل گیا-

-......☆......☆......☆......-

MTV Muslim TV AHMADIYYA

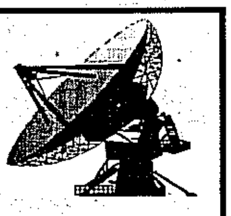

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission 06/03/98 - 12/03/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 6th March 1998
6 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 21 (R)
01.05 Liqaa Ma'al Arab - Session 187, Rec 18.7.96 (R)
01.55 Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 30
03.20 Urdu Class - Lesson 193 Rec.03/08/96, (R)
04.15 Learning Dutch - Lesson 9 pt1
04.50 Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 106 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 21 (R)
07.00 Pushto Programme - "Sadaqat Hadhrat Masih-e-Maud"
08.00 M.T.A Variety
09.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 187, Rec 18.7.96 (R)
10.00 Urdu Class - Lesson 193, Rec.03/08/96 (R)
11.00 Computers for Everyone pt49
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon, Live
14.05 Bengali Programme - Seerat un Nabi
14.30 Rencontre Avec Les Francophones
15.35 Friday Sermon ,06.03.98 (R)
17.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec 03.03.98
18.15 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class - Rec.04/03/98 (New)
19.30 German Service
20.30 Children's Class No.66 part1
21.00 Medical Matters
21.45 Friday Sermon 06.03.98 (R)
22.45 Rencontre Avec Les Francophones

Saturday 7th March 1998
7 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 66, Part 1
01.25 Liqaa Ma'al Arab - Rec.03/03/98(New)
02.30 Friday Sermon 06/03/98 (R)
03.00 Urdu Class Rec.04/03/98
04.05 Computers For Everyone -Part 48 (R)
04.40 Rencontre Avec Les Francophones - Mulaqat with Huzoor (French)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 66, Part 1
07.25 Saraiky Programme - Sadaqat Hadhrat Masih Maud
08.00 Medical Matters
08.45 Liqaa Ma'al Arab - Rec. 03/03/98
10.00 Urdu Class Rec.04/03/98
11.10 Documentary - "Khilafat Library Rabwah"
12.00 Tilawat, News
12.30 Learning Swedish - Lesson 6
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - A class on the Death of Isa (A.S)
15.00 Children's Mulaqat with Huzoor- Rec.07.3.98
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec.04/03/98 New
17.00 Arabic programme - Seminar on the prophecy of Hadhrat Musleh Maud (R.A)
18:05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - Rec.06/03/98 New
19.30 German Service
21.00 Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall Rec.14/02/98,
22.25 Children's Mulaqat with Huzoor - New Rec.07/03/98 (R)
23.25 Learning Swedish - Lesson 6

Sunday 8th March 1998
8 Zeqad

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.30 Children's Corner: Children's workshop no.2
01.00 Liqaa Ma'al Arab - 04.03.98(R)
02.00 Canadian Horizons - Meet our Friends
03.00 Urdu Class - New Rec.06/03/98(R)
04.00 Learning Swedish - Lesson 6(R)
05.00 Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 07.03.98 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30 Children's Corner: Children's workshop no.2 (R)
07.05 Friday Sermon - 06.03.98 (R)
08.05 Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall Rec.14/02/98,
09.35 Liqaa Ma'al Arab - 04.03.98(R)
10.00 Urdu Class - New Rec.06/03/98(R)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese Lesson no.70
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - 1) Seerat ul Mehdi part2 etc.
15.00 Mulaqat with Huzoor with English speaking friends (New)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec. 05/03/98 New
17.00 Albanian Programme Speech by Zakria Khan sb.
18.05 Tilawat ,Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class -Rec.07/03/98 New
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Children's workshop no.2
20.50 Swedish Desk: Q & A session
22.00 Dars-ul-Quran (No.6) (16th Jan 1997) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25 Learning Chinese Lesson no.70

Monday 9th March 1998
9 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner: Children's workshop no.2
01.00 Liqaa Ma'al Arab (New) R
02.00 Aap Ka Khat Mila
03.00 Urdu Class Rec.07/03/98 New
04.20 Learning Chinese Lesson no.70
05.00 Mulaqat With Huzoor with English-Speaking Friends(R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Children's workshop no.2
07.15 Dars-ul-Quran (No. 6) (16th Jan 1997) By Huzoor, Fazl Mosque, London
08.30 Quiz Programme: Quran Kareem No.3
09.00 Liqaa Ma'al Arab- Rec. 05.03.98(R)
10.00 Urdu Class Rec.07/03/98 (R)
11.00 Sports: Cycle Race
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian - Lesson 46
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - Seerat Mehdi part3
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 107
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 188, Rec. 30/07/96
17.00 Turkish Programme Seerat Hadhrat Mulvi Noor ud Din
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - Lesson 194, Rec.04.08.96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 66, Part 2
21.30 Islamic Teachings-Rohani Khazaine "Seeraj ud Din"
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 107 (R)
23.25 Learning Norwegian - Lesson 46

Tuesday 10th March 1998
10 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 66, Part 2(R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 188 Rec. 30.07.96 (R)
02.00 Sports: Cycle Race
03.20 Urdu Class Lesson 194, Rec. 04.08.96 (R)
04.00 Learning Norwegian - Lesson 46
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 107 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 66, Part2 (R)
07.20 Pushto Programme - F/S 21.06.96
08.20 Islamic Teachings
09.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 188, Rec. 30.07.96 (R)
10.00 Urdu Class - Lesson 194, Rec. 04.08.96 (R)
11.15 Medical Matters "Cancer"
12.05 Tilawat, News
12.30 French Programme No.3
13.00 Indonesian Hour - Friday Sermon of 11/11/94 by Huzoor
14.00 Bengali Programme - 1) National Ameer wolcoming .....
15.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (N)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 189, Rec. 31/07/96
17.00 Norwegian Programme Contemporary Issues
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30 Urdu Class - Lesson 195, Rec.09/08/96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 22
20.50 Interview with Sadala
21.30 Around The Globe - Hamari Kaenat No.114 by Syed Tahir Ahmad
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00 Hikayat-e-Shereen (N)
23.25 French Programme (R)

Wednesday 11th March 1998
11 Zeqad

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 22 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab No.189- Rec.31/07/96 (R)
02.00 Medical Matters "Cancer"
03.00 Urdu Class No.195 Rec.09/08/96 (R)
04.00 French Programme
04.30 Hikayat-e-Shereen (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 22 (R)
07.10 Swahili Programme - Khatbe Nabuwat part2
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat No.114 with Syed Tahir Ahmad (R)
08.25 M.T.A VARIETY
09.00 Liqaa Ma'al Arab No.189 Rec. 31/07/96 (R)
10.00 Urdu Class No.195 Rec. 09/08/96 (R)
11.00 Conversation
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Turkish- Lesson No.11
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme F/S 27.06.97
15.00 Tarjumatul Quran Class
16.00 Liqaa Ma'al Arab No.190 Rec.01/08/96
17.00 French Programme - 1) Le coin Des Enfants etc.
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
18.30 Urdu Class No.196 Rec. 10/08/96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.67 part1
21.00 Al Maidah
21.15 Perahan
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00 Learning Turkish - Lesson 11(R)
23.25 Arabic Programme

Thursday 12th March 1998
12 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.67 part1 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab No.190 Rec.01/08/96 (R)
02.00 Programme from Canada
03.00 Urdu Class No.196 Rec.10/08/96 (R)
04.00 Learning Turkish - Lesson 11(R)
04.30 Arabic Programme (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.67 part1(R)
07.00 Sindhi Programme
08.00 Al Maidah
08.15 Perahan
08.55 Liqaa Ma'al Arab No.190 Rec.01/08/96
10.00 Urdu Class No.196 Rec.10/08/96
11.00 Quiz - History of Ahmadiyyat part 31
11.30 Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch Lesson no.9 part2
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - Recalling of the memories of great Ahmadis of Bangaladesh
15.00 Homoeopathy Class No.108 With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab No.191
17.00 Bosnian / Russian Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30 Urdu Class No.197 Rec.11/08/96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.23
21.00 M.T.A Variety "Celebration of the 100 years of the Philosophy of the teachings of Islam"
22.00 Homoeopathy Class No.108 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25 Learning Dutch - Lesson No.9 part2

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, March 6, 1998 No. 10

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

فتنہ پرور ملاؤں کے سیاہ کارنامے اور خونی عزائم

حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ، صدائے ربانی بن کر عرصہ سے یہ زبردست انتباہ فرمارہے ہیں کہ قائداعظم کے اصول کے مطابق پاکستان کی سالمیت کے لئے سنگین ترین خطرہ اسلام فروش اور وطن فروش ملاں ہے۔ یہی آواز اب ہمارے پیارے وطن میں نہ صرف عوامی بلکہ نام نہاد مذہبی حلقوں اور "اسلام پسندوں" کے ظلمت کدوں سے بھی بلند ہونی شروع ہو گئی ہے۔ چند تازہ بیانات ملاحظہ ہوں :۔

۱...... حیدر فاروق مودودی صاحب :

"مسلمان اسلام کو مولوی کے شکنجے سے آزاد کروائیں ورنہ پاکستان کی لاکھوں عورتیں بھی قتل ہو جائیں گی"۔

(روزنامہ پاکستان ، اسلام آباد ، یکم اکتوبر ۱۹۹۷ء)

۲...... ضمیر نفیس صاحب ادیب و کالم نویس :

"سب سے زیادہ اسلام کی تبلیغ صوفیائے کرام نے کی۔ **مولوی صاحبان نے لوگوں کو دائرہ اسلام میں اتنا داخل نہیں کیا جتنا اپنے فتووں کے ذریعہ انہیں اسلام سے خارج کیا"۔**

(روزنامہ الاخبار ، اسلام آباد ، ۱۱/اکتوبر ۱۹۹۷ء)

۳...... فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال ، سابق چیف جسٹس ہائیکورٹ لاہور و جسٹس سپریم کورٹ :

"ہم پاکستان میں یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ کوئی صحیح مسلمان ہے یا نہیں۔ ہمارا مسئلہ ہماری قومیت کو قائم و دائم رکھنا تھا لیکن آپ دیکھیں کہ بھٹو جیسا شخص مولویوں کے دباؤ میں ایک کمیونٹی کو اقلیتی کمیونٹی قرار دیتا ہے ، **قائد اعظم زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دیتے۔** (روزنامہ خبریں ۱۹/ستمبر ۹۷ء ، اشاعت خاص)

۴...... مدیر صاحب ماہنامہ "القول السدید" لاہور ، (ترجمان ادارہ غوثیہ رضویہ) :

"کون نہیں جانتا کہ روافض صحابہ کرام جیسی جلیل القدر ہستیوں کو بھی معیاری مسلمان تو الگ مسلمان ہی نہیں مانتے اور خوارج اہل بیت اطہار کی شان میں ناقابل بیان اور ناقابل برداشت حد تک بکواس بازی کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہی ان دونوں فریقوں کا حد سے گزر جانا ، قتل و غارت اور ڈاکہ زنی کے راستے پر ان لوگوں کو گامزن کرتا ہے۔ **ہر چند ٹکے کا مولوی صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر تنقید کرنا اپنا استحقاق خیال کرتا ہے** حالانکہ ان جلیل القدر ہستیوں سے اللہ و رسول جل و علیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم راضی ہو گئے۔ **مگر مولوی ہے کہ خواہ مخواہ پیٹ کے جہنم کو سرد کرنے کے لئے شاہراہ جہنم پر گامزن ہے اور ملک کے نونہالوں کو جنت کی ٹکٹ کا جھانسا دے کر گمراہ کر رہا ہے"۔**

"اس لئے حکومت وقت اور صاحبان اثر و رسوخ کو اگر ملک میں امن و امان درکار ہے تو روافض و خوارج کی انتہا پسند اسلحہ سے لیس تنظیموں اور ان کے خیر خواہ حضرات کو قابو میں کر لے امن و امان کے سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ کیونکہ تمام قتل و غارت اور غنڈہ گردی میں یہ لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث ہیں۔ اس معاملے میں حکومت اور دوسرے اہل اقتدار حضرات کو اس خوش فہمی میں ہرگز مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ فلاں تنظیم جہاد کشمیر میں مصروف ہے اور فلاں جہاد افغانستان میں مفید ہے۔ کیونکہ یہی مصروف و مفید حضرات بعد میں اپنے ملک کے لئے وبال جان بن جاتے ہیں اور ہر بات اسلحہ کے زور پر منوانے کے وہم و گمان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بوسیلہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہم سب کو اور خصوصاً اہل اقتدار کو حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔ (شمارہ ستمبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۶،۷)

۵...... مولوی معین الدین صاحب لکھوی (قومی اسمبلی میں مذہبی امور کی قائمہ کمیٹی کے چیئرمین) :

"امریکی ایجنٹوں نے پاکستان کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے اور دن بدن مذہبی تنازعات شدت اختیار کرتے جا رہے ہیں......... **دولت کی ہوس اور اقتدار کی لالچ میں علماء اپنے فرائض بھول کر کرپٹ ہو چکے ہیں اور دین حق کا بول بالا کرنے کی بجائے شرپسند عناصر کے آلہ کار بن چکے ہیں**......... اسلام تو کافر کو بھی زندہ رہنے کے حقوق دیتا ہے لیکن یہاں کونسا اسلام ہے۔ یہاں مسلمانوں کو ہی کافر کہا جا رہا ہے......... **ان علماء پر ایک دن اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گا جنہوں نے پالتو مسلح تنظیمیں پال لی ہوئی ہیں..... قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمن دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں اقتدار کے بھوکے ہیں۔ دونوں اپنے صحیح راستے سے بھٹک گئے ہیں اور دونوں غیر شرعی کام کر رہے ہیں**......... ہماری کئی مذہبی تنظیموں کو ایران ، عراق اور سعودی عرب سے مسلسل امداد مل رہی ہے۔ یہ تنظیمیں اس پیسے کو منفی ہتھکنڈوں پر استعمال کر رہی ہیں..... ایسی تنظیموں کا وجود ملکی سالمیت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے..... **اجڈ ، سخت گیر اور کم علم مولوی اسلام کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں۔** یہاں سنت نبوی کو صرف داڑھی رکھنے پر ہی محدود کر دیا گیا ہے۔ گالیاں بکنے اور ایکٹنگ کرنے والوں کو سب کچھ سمجھا جا رہا ہے..... کافر حکومت والا ملک تو چل سکتا ہے مگر مسلم حکومت والا ملک کبھی نہیں چل سکتا جہاں ناانصافی ہو اور جہاں عوام کا استحصال ہو رہا ہو"۔ (روزنامہ خبریں ، اسلام آباد ، ۲۷/ستمبر ۱۹۹۷ء)

مُلاّؤں کا حکومت پاکستان کے خلاف اعلان جنگ

"جمعیۃ علماء اسلام" (ف) نے اکتوبر ۱۹۹۷ء میں مینار پاکستان کی گراؤنڈ میں "آئین شریعت" کے نام سے ایک کانفرنس کی جس میں مولوی فضل الرحمٰن امیر جمعیۃ کا کلاشنکوفوں کی فائرنگ سے استقبال کیا گیا۔ ایک نشست کی صدارت نام نہاد مجلس ختم نبوت کے امیر خان محمد نے کی۔ کانفرنس میں ملاؤں نے نہایت اشتعال انگیز تقاریر کیں اور حکومت پاکستان کے خلاف واضح لفظوں میں اعلان جنگ کر دیا۔

چنانچہ مولوی فضل الرحمٰن نے کہا ، **حکمران بغیر جنگ و جدل کے جے یو آئی کے مطالبے تسلیم کریں یا پھر دست بدست جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔** جمعیۃ کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبدالغفور حیدری نے دھمکی دی کہ اب **گلی کوچوں میں حکمرانوں سے لڑائی ہو گی** اور فتح جمعیت کی ہو گی۔

سندھ میں جمعیۃ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خالد سومرو نے خونی عزائم کو بے نقاب کرتے ہوئے یہاں تک کہا یہودی جن کو ملاّں کہتے ہیں وہ افغانستان تک پہنچ چکے ہیں اب اسلام آباد پر قبضہ کریں گے۔

جے یو آئی پنجاب کے سیکرٹری ملا رشید احمد لدھیانوی نے بدزبانی کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا اور سرزمین پاک میں افغانستان میں قتل عام کا تجربہ دہرانے کی پالیسی کا ان الفاظ میں دوٹوک اعلان کیا :

"اب ہم جاگیردار سرمایہ داروں کی بدمعاشیاں نہیں چلنے دیں گے۔ جس طرح افغانستان سے طالبان نے منافقین کو نکالا ہے ہم بھی پاکستان سے منافقین کا صفایا کریں گے"۔

(روزنامہ جنگ ۱۳/اکتوبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۱۔۱۸)

اس کانفرنس کے ذریعہ ملت کی آستینوں میں پلنے والے خونخوار بھیڑیئے اور زہریلے سانپ کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ پاکستان کو ان دہشت گرد ملاؤں کے چنگل سے چھڑانے کے لئے **کوئی فوری اور مؤثر اقدام کیا جائے ؟**

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

سویڈن میں ہر سال عورتوں پر تشدد کے بارہ ہزار واقعات

(انور رشید ۔ سویڈن)

مغرب کے ترقی یافتہ ممالک تیسری دنیا کے غریب اور پسماندہ ممالک اور بالخصوص مسلمان ممالک پر اکثر ہی اعتراض کرتے ہیں کہ وہاں عورتوں پر ظلم ہوتا ہے۔ ظلم کہیں پر بھی ہو وہ ظلم ہی ہے اور قابل مذمت ہے۔ خود ان ممالک میں بھی عورتوں پر تشدد کے واقعات کچھ کم نہیں ہیں۔ چنانچہ سویڈن کے اخبار" یوتے بوری پوستن" (Goteborgs Posten) کی بارہ جنوری کی اشاعت میں سویڈن میں عورتوں پر تشدد کے واقعات کے اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بظاہر ترقی یافتہ اور تہذیب و تمدن کے دعویدار ، مالی لحاظ سے خوشحال ممالک کی حالت کیسی دردناک اور فکر انگیز ہے۔ اخبار لکھتا ہے :

سویڈن میں تقریباً بارہ ہزار خواتین اپنے قریبی تعلق رکھنے والے یا واقف کار افراد کے ہاتھوں تشدد کا شکار ہوئیں اور یہ اعداد و شمار بڑھ رہے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تشدد کا شکار ہونے والی عورتیں اب پولیس کو اطلاع کرنے میں ہچکچاتی ہیں۔ اعداد و شمار میں یہ نہیں بتلایا گیا کہ تشدد کرنے والا کون ہے لیکن تشدد گھر کی چار دیواری میں اور عورت کا کوئی واقف کار ہی کرتا ہے۔

۱۹۹۶ء میں ۱۲۲۱۰ اور ۱۹۹۷ء کے پہلے نو ماہ میں یہ تعداد ۸۸۸۸ تھی اور انسداد جرائم کے محکمہ کے مطابق یہ تعداد ۱۲۰۰۰ تک پہنچ جائے گی۔

ان اعداد و شمار میں وہ خواتین شامل نہیں ہیں جو تشدد کے ذریعہ موت کے گھاٹ اتار دی جاتی ہیں کیونکہ وہ مقدمات قتل کے زمرے میں آتے ہیں۔ موت کے منہ میں دھکیلی جانے والی ان عورتوں کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں :

۱۹۹۱۔۹۴ء ہر سال ۱۶ سے ۲۴ خواتین اپنے ساتھی کے ہاتھوں موت کا شکار ہوئیں۔ اور یہ تناسب اسی طرح برقرار ہے۔

۱۹۸۱ء سے قبل خواتین پر تشدد کے واقعات کی بہت کم رپورٹ سامنے آئی لیکن اس کے بعد ہر سال اضافہ ہوتا گیا کیونکہ اس کے بعد زیادہ خواتین ان واقعات کو حکام کے نوٹس میں لانے لگیں۔

معاند احمدیت ، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے ، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔